مسلمانوں کو مشرک ثابت کر کے شہید کرنے والوں کا احادیث کی روشنی میں ردِ بلیغ

مزار اور مندر میں فرق

مصنف

ابو احمد مولانا محمد انس رضا عطّاری مدظلہ العالی

ایم اے اسلامیات، ایم اے اُردو، ایم اے پنجابی

شہادۃ العالمیہ، المتخصص فی الفقہ الاسلامی

نظرِ ثانی

مُفتی مُحمّد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

مکتبہ بہارِ شریعت

داتا دربار مارکیٹ لاہور

0322-4304109

مزار اور مندر میں فرق

مصنّف

ابواحمد مولانا محمد انس رضا عطّاری مدظلہ العالی
ایم اے اسلامیات، ایم اے اُردو، ایم اے پنجابی
شهادة العالميه، المتخصص فی الفقه الاسلامی

نظرِ ثانی

مُفتی مُحمّد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

داتا دربار مارکیٹ لاھور 0322-4304109

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

نام کتاب ——— **مزار اور مندر میں فرق**

مصنف ——— ابواحمد مولانا محمد انس رضا عطاری مدظلہ العالی

نظرِ ثانی ——— مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

ناشر ——— مکتبہ بہارِ شریعت داتا دربار مارکیٹ لاہور

صفحات ——— 88

قیمت ——— [illegible]/-

اشاعتِ ثالث ——— رجب المرجب ۱۴۳۳ھ بمطابق مئی 2012ء

ملنے کے پتے

- مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ، لاہور
- مکتبہ فیضان مدینہ، فیصل آباد
- مکتبہ شمس وقمر، بھاٹی گیٹ، لاہور
- مکتبہ اہلسنت، فیصل آباد
- مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی
- برکات المدینہ، کراچی
- مکتبہ قادریہ، کراچی
- مکتبہ فیضان سنت نزد فیضان مدینہ بس سٹاپ گجرانوالہ
- کرمانوالہ بک شاپ لاہور
- مکتبہ غوثیہ عطاریہ بالمقابل بلدیہ اوکاڑہ

فہرس

انتساب

اولیاء اللہ خصوصاً حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نام اور ان مسلمانوں کے نام جو مزاراتِ اولیاء پر ہونے والی دہشت گردی میں شہید ہوئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

آج کل مُٹھی بھر نجدی خارجی توحید کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک ٹھہراتے ہیں، بدعت اور شرک کسے کہتے ہیں اس کی تعریف و مفہوم کیا ہے اس سے نظریں پھیرتے ہوئے ہر جائز بلکہ مستحب عمل کو بدعت و شرک کہتے ہیں ۔جیسے اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دینا ایک جائز و مستحب عمل ہے، لیکن یہ لوگ اسے شرک کہتے ہوئے مثل مندر ثابت کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں ۔ان نجدیوں کے نزدیک مزارات بنانا، ناجائز اور انہیں ختم کرنا نہ صرف ثواب بلکہ واجب ہے چنانچہ ایک نجدی لکھتا ہے ’’اونچی قبروں کو زمین کے برابر کر دینا واجب ہے چاہے نبی کی قبر ہو یا ولی کی۔‘‘
(عرف الجادی، صفحہ60)

ان نجدیوں کا بس نہیں چلتا ورنہ جس طرح انہوں نے سعودیہ میں کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی قبروں کو شہید کیا ہے، یہ گنبد خضریٰ کو بھی ختم کر دیں کیونکہ ان کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ مبارک بھی بت ہے چنانچہ شرح الصدور بتحریم رفع القبور کے حاشیہ میں ہے ’’حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر ہر لحاظ سے بت ہے کاش کہ لوگ اس بات کو سمجھیں‘‘ ایک اور نجدی لکھتا ہے ’’اگر تو سوال کرے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر جو ایک بہت بڑا قبہ (گنبد) تعمیر کیا گیا ہے اور اس پر بہت مال خرچ کیا ہے۔(یہ شرعاً کیسا ہے) میں (محمد بن اسماعیل) جواباً کہتا ہوں کہ یہ حقیقۃ بہت بڑی جہالت ہے۔‘‘
(تطہیر الاعتقاد لابن اسماعیل الصنعانی، صفحہ40،41، المملکۃ العربیہ، سعودیہ)

ابنِ عبدالوہاب نجدی کہتا ہے ’’حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مزار گرادینے کے

لائق ہے اگر میں اس کے گرادینے پر قادر ہو گیا تو گرادوں گا۔‘‘ (اوضح البراہین)

ان کے نزدیک اگر مسلمان مزارات پر جانے سے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یاغوث رحمۃ اللہ علیہ کہنے سے باز نہیں آتے تو پھر ان کا قتل جائز ہے۔ 1996ء میں علماء نجد نے ایک کتاب ’’الدرر السنیۃ فی الأجوبۃ النجدیۃ‘‘ لکھی جس میں انہوں نے لکھا ہے ’’فكل من غلا فی نبی أو رجل صالح، وجعل فيه نوعا من الإلهية، مثل أن يدعوه من دون الله، بأن يقول :يا سيدی فلان أغثنی، أو أجرنی أو أنت حسبی أو أنا فی حسبك، فكل هذا شرك، وضلال، يستتاب صاحبه، فإن تاب وإلا قتل‘‘ ترجمہ: جو کوئی نبی یا نیک بندے کی شان میں غلو کرے اور اس میں کسی خدائی وصف کا عقیدہ رکھے مثلاً خدا کے علاوہ کسی اور کو یوں پکارے، یاسیدی فلاں میری مدد کرو، مجھے بچاؤ یا یہ کہے: تو مجھے کافی ہے، میں تجھے کافی ہوں تو یہ سب شرک و گمراہی ہے، ایسے کہنے والے کو روکا جائے گا اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔
(الدرر السنية فی الأجوبة النجدية، جلد2، صفحہ51)

ایک نجدی لکھتا ہے ’’جس نے یارسول اللہ، یا عباس، یا عبدالقادر وغیرہ کہا اور ان سے ایسی مدد مانگی جو صرف اللہ دے سکتا ہے جیسے بیماروں کو شفاء، دشمن پر مدد اور مصیبتوں سے حفاظت وہ سب سے بڑا مشرک ہے، اس کا قتل حلال ہے اور اس کا مال لوٹ لینا جائز ہے، یہ عقیدہ اس صورت میں بھی شرک ہو گا جب کہ ایسا کہنے والا فاعل مختار اللہ ہی کو سمجھتا ہو اور ان حضرات کو محض سفارشی اور شفاعت کرنے والا جانتا ہو۔‘‘ (کتاب العقائد، صفحہ 111)

نجدی صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اسے شرک ثابت کرنے کے لئے قرآن و حدیث کو گھما پھرا کر پیش کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ یہ نجدی مسلمانوں کو اہل سنت سے بدظن کرنے کے لئے نئی سے نئی گمراہ کن تحریک چلاتے ہیں۔ کافی عرصے سے انہوں

نے ایک نئی گمراہی پھیلانی شروع کی ہے کہ تصویروں اور تحریر کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ مزار اور مندر میں کوئی فرق نہیں۔ تصویروں کے ساتھ تحریر کچھ یوں ہوتی ہے:

(1) کسی ہندو سے پوچھیں کہ آپ بتوں کی پوجا کس لئے کرتے ہیں تو جواب دے گا یہ بت خدا نہیں بلکہ یہ ہمیں خدا تعالیٰ کا قرب عطا کرتے ہیں، مسلمان بھی مزاروں پر اللہ عزوجل کا قرب ان مزار والے سے پانے جاتے ہیں۔

(2) ہندو اپنے دیوتاؤں کا بھجن گاتے ہیں اور مسلمان مزاروں پر قوالیاں۔

(3) ہندو سال میں ایک مرتبہ بڑی یاترا پر جاتے ہیں اور مسلمان سال میں ایک مرتبہ بابے کے نام کا عرس مناتے ہیں۔

(4) مندروں میں بیٹھنے والے پنڈت کہلاتے ہیں اور مزاروں پر بیٹھنے والے مجاور کہلاتے ہیں۔

(5) ہندو مزاروں پر بتوں پر ناریل، کیلے، پھول، اگربتی چڑھاتے ہیں اور مسلمان مٹھایاں، چاول وغیرہ۔

(6) ہندو عبادت کے وقت رام کو اور مسلمان داتا، اجمیر کو پکارتے ہیں۔

(7) ہندو بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور مسلمان قبروں کی۔

ان نجدیوں کی عادت قدیمہ ہے کہ وہ اس طرح شرک و بدعت کی بے تکی مثالیں بنا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کی جہالت کو اہل سنت کا عقیدہ ظاہر کیا جاتا ہے جیسے جاہل پیروں کی عادات، جاہلوں کا قبروں کو سجدہ کرنا، ڈھول باجے، مروجہ مزامیر کے ساتھ قوالیاں اور نعتیں پڑھنا وغیرہ۔ جبکہ خود علماء اہل سنت نے ان

افعال کو ناجائز کہا ہے، کئی باتیں مسلمانوں پر بہتان ہیں جیسے یہ کہنا کہ مسلمان بتوں کی طرح مزاروں کی عبادت کرتے ہیں، حالانکہ کوئی مسلمان کسی ولی کو نہ خدا سمجھتا ہے اور نہ اس کی عبادت کرتا ہے۔

اس کتاب میں اگر صرف مزار اور مندر میں فرق کو واضح کیا جاتا تو یقیناً وقتی طور پر مسلمان اس سے مطمئن ہو جاتے کہ واقعی مزار اور مندر میں زمین آسمان کا فرق ہے اور اس طرح مزار اور مندر کو ایک چیز ثابت کرنا انتہائی بے وقوفی ہے۔ لیکن ہونا یہ تھا کہ چند دنوں بعد ان نجدیوں نے شرک و بدعت کے نام پر کوئی اور نیا فتنہ شروع کر دینا تھا جیسا کہ آئے دن ان کے پوسٹروں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس لئے اس کتاب کو دو بابوں پر مشتمل کیا اور پہلے باب میں مسلمانوں کو اس بات سے روشناس کروایا کہ مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگانا اور اس پر گھما پھرا کر قرآن وحدیث سے دلائل دینا، کبھی مزار کو مندر ثابت کرنا، کبھی یارسول اللہ، یاغوث کہنے کو شرک ثابت کرنا وغیرہ کن عقائد کے لوگوں کا شیوہ ہے اور اس کی تاریخ کیا ہے؟ جب قاری اس باب کو توجہ سے اور تعصب سے آزاد ہو کر پڑھ لے گا تو ان شاء اللہ نجدیوں کے ہر فتنے کو سمجھ جائے گا۔

المتخصص فی الفقه الاسلامی
ابو احمد محمد انس رضا عطاری
06 رجب المرجب 1432ھ، 09 جون 2011ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول :مسلمانوں کو مشرک ثابت کر کے شہید کرنے والا خارجی فرقہ

خارجی فرقہ کی تاریخ

خارجی وہ گمراہ فرقہ ہے جو جنگ صِفّین کے بعد حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الکریم کی نصرت وحمایت سے دستبردار اور آپ کے خلاف بغاوت پر کمر بستہ ہو کر آپ کی جماعت سے خارج ہو گیا اور خارجی کہلایا۔ یہی وہ گروہ ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت ہزار ہا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کافر و مشرک ٹھہرایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر مسلمانوں سے جنگیں کیں۔ موجودہ نجدی جس طرح بڑے نمازی پرہیزی، اہلِ علم قرآن وحدیث کی باتیں کرنے والے، اس پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ کرنے والے ہیں، خارجی بھی ایسے ہی تھے، یہاں تک کہ امام حسن وحسین ودیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت کرتی رہتی ہے، ہم کیسے ان پر تلوار اٹھائیں؟ ان کی عورتوں کی عبادت کا یہ حال تھا کہ عورتوں کو جو مخصوص ایام میں نماز اور روزہ کی اجازت نہیں، جب پاک ہو جائیں تو روزے قضاء کرنے کا حکم ہے اور نمازیں معاف ہیں، لیکن یہ خارجیہ عورتیں مخصوص ایام میں چھوٹنے والی نمازوں کی بھی قضاء کرتی تھیں۔ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے((أن امرأة قالت لعائشة أتجزی إحدانا صلاتها إذا طهرت؟ فقالت أحرورية أنت؟ كنا نحيض مع النبي صلى الله عليه وسلم فلا يأمرنا به أو قالت فلا نفعله)) ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک عورت نے پوچھا کہ کیا ہم جب پاک ہو جائیں تو جو نمازیں پڑھیں وہ مخصوص ایام میں چھوٹی ہوئی نمازوں کو کافی ہو جائیں گی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا تو خارجیہ ہے؟ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حیض کی حالت میں ہوتی تھیں، ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ایام کی نمازیں قضاء کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ فرمایا کہ ہم ان نمازوں کو نہ لوٹاتی تھیں۔

(صحیح بخاری، جلد1، صفحہ71، دار طوق النجاۃ)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پتا تھا کہ یہ خارجیہ عورتیں مخصوص ایام میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضاء کرتی ہیں، اس لئے آپ نے ان کے اس عمل کی نفی فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ان نمازوں کے قضاء کا حکم نہیں دیا تھا۔

جس دن خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرنی تھی اس رات وہ عبادت کرتے رہے۔ گویا خارجی موجودہ نجدیوں کی طرح بڑے نیکوکار بنتے تھے۔ آگے واضح کیا جائے گا کہ موجودہ نجدی خارجی ہی ہیں۔

خارجیوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مناظرہ

نجدی جس طرح کہتے ہیں کہ کسی بزرگ کو داتا، غوث کہنا شرک ہے، داتا صرف رب تعالیٰ کی ذات ہے اور اپنے اس عقیدے پر قرآن وحدیث سے غلط استدلال کرتے ہیں۔ خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی وجہ سے مشرک کہا کہ آپ نے جنگِ صفین کے بعد ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاکم یعنی ثالث بنایا تھا، خارجیوں نے اس پر کہا کہ یہ شرک ہے، خارجیوں نے اپنی دلیل میں قرآن پاک کی اس آیت سے باطل استدلال کیا ﴿ **إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ** ﴾ ترجمہ کنز الایمان: حکم نہیں مگر اللہ کا۔

(سورۃ الانعام، سورت6، آیت57)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان سے مناظرہ کیا اور ثابت کیا کہ غیر خدا کو حاکم بنایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنی دلیل میں قرآن پاک کی یہ آیت پیش کی ﴿**وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا**﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا، بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

(سورۃ النساء، سورت 4، آیت 35)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس جواب کو سن کر وہ لوگ لاجواب ہو گئے اور ان میں سے پانچ ہزار نے اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ دو ہزار نے اپنی اس حرکت سے توبہ کر لی، باقی گمراہوں کے سر پر موت سوار تھی، وہ اپنی شیطانیت پر قائم رہے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کے دوران مارے گئے۔

(تلبیس ابلیس ،طبری و تاریخی کتب)

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ خارجیوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس مناظرے کو یوں لکھتے ہیں کہ خارجیوں سے بات چیت کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اجازت چاہی اور بحکم امیر المومنین ان کے پاس تشریف لے گئے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب ان گمراہ خارجیوں کے پاس گئے تو ان کی ظاہری عبادات وسجدوں کی کثرت کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں ((**فدخلت عليهم نصف النهار فدخلت على قوم لم أر قط أشد منهم اجتهادا جباههم قرحة من السجود وأياديهم كأنها ثفن الإبل وعليهم**

قمص مرحضة مشمرين مسهمة وجوههم من السهر)) ترجمہ: میں وہاں دوپہر کے وقت پہنچا، میں نے وہاں ایسی قوم کو دیکھا جن سے بڑھ کر عبادت میں کوشش کرنے والی قوم میں نے نہ دیکھی تھی، ان کی پیشانیوں پر سجدے کی کثرت سے زخم پڑ گئے تھے، ان کے ہاتھ گویا اونٹ کے دست تھے، ان کے بدن پر حقیر قمیصیں تھیں، ان کی ازاریں (شلواریں) ٹخنوں سے بہت اونچی تھیں۔ راتوں کی عبادت میں جاگنے سے ان کے چہرے خشک ہو رہے تھے۔

میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ مرحبا اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! آپ اس وقت کس غرض سے تشریف لائے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں تمہارے پاس مہاجرین وانصار کے پاس سے آیا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد کے پاس سے آیا ہوں، انہی لوگوں پر قرآن نازل ہوا ہے اور یہ لوگ قرآن کے معنی تم سے زیادہ سمجھتے ہیں، میری گفتگو سن کر ان میں سے ایک قوم نے کہا کہ قریش سے مناظرہ مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قریش کے حق میں فرمایا ہے ﴿**بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ**﴾ بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ۔ (یعنی قرآن کی اس آیت سے قریش کو جھگڑالو ثابت کیا)

پھر ان میں۔ سے دو تین آدمیوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم ان سے مباحثہ کریں گے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ((**فقلت هاتوا ما نقمتم على صهر رسول الله صلى الله عليه وسلم والمهاجرين والأنصار وعليهم نزل القرآن وليس فيكم منهم أحد وهو أعلم بتأويله**)) ترجمہ: میں نے کہا تم لوگ وہ الزامات بیان کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد اور مہاجرین وانصار پر لگائے ہیں، حالانکہ انہی لوگوں پر قرآن نازل ہوا ہے اور ان میں سے کوئی بھی تم میں شامل نہیں ہے اور وہ لوگ

قرآن کے معانی ومطلب تم سے زیادہ جانتے ہیں۔

خوارج نے کہا کہ وہ تین باتیں ہیں، میں نے کہا کہ اچھا ان کو بیان کرو، کہنے لگے کہ ایک یہ ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدا کے معاملہ میں لوگوں کو ثالثی بنایا، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿**إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ**﴾ ترجمہ: حکم نہیں مگر اللہ کا۔ سو اس قول الٰہی کے بعد آدمی کو حکم سے کیا تعلق رہا؟ میں (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے کہا یہ تو ایک ہوا اور کیا ہے؟ کہنے لگے کہ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے قتال کیا مگر نہ مخالفوں کو لونڈی وغلام بنایا اور نہ ان کا مال لے کر غنیمت جہادی ٹھہرایا، تو ہم پوچھتے ہیں کہ جن سے قتال کیا اگر وہ مؤمنین تھے تو ہم کو ان سے لڑنا حلال نہیں اور نہ ان کو لونڈی وغلام بنانا حلال ہے۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثالثی فیصلہ کا عہد نامہ لکھواتے وقت امیر المؤمنین کا لقب اپنے نام سے مٹا دیا۔ پس وہ اگر امیر المؤمنین نہیں ہے تو امیر الکافرین ہوئے یعنی کافروں کے سردار ہیں۔

میں نے پوچھا کیا کچھ اس کے سوا بھی کوئی اعتراض باقی ہے؟ خوارج نے کہا کہ بس یہی اعتراضات کافی ہیں، میں نے کہا کہ پہلا قول تمہارا یہ ہے کہ امر الٰہی عزوجل میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو حاکم بنایا ہے۔ بھلا اگر میں تم پر کتاب الٰہی عزوجل سے ایسی آیات تلاوت کروں جن سے تمہارا قول ٹوٹ جائے تو کیا تم اپنے قول سے توبہ کرلو گے؟ کہنے لگے کہ ہاں، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خرگوش کے معاملہ میں جس کی قیمت چوتھائی درہم ہوتی ہے دو مردوں کے حکم پر اس کا فیصلہ راجح کردیا، میں نے یہ آیت پڑھی ﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ**

مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ...﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے تم میں کہ دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں یہ قربانی ہو کہ کعبہ کو پہنچتی۔

اللہ تعالیٰ نے عورت اور اس کے شوہر کے معاملہ میں فرمایا ﴿**فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ**﴾ ترجمہ: پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے، یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

اب میں تم لوگوں کو اللہ عزوجل کی قسم دلاتا ہوں کہ بھلا مردوں کو حاکم بنانا اپنی درمیانی اصلاح حال میں اور خون ریزی روکنے میں افضل ہے یا یہ کہ ایک خرگوش اور ایک عورت کے معاملہ میں افضل ہے؟ خوارج نے کہا کہ ہاں بے شک اصلاح ذاتی میں افضل ہے، میں نے کہا کہ اچھا میں تمہارے اس حاکم والے اعتراض کے جواب سے باہر ہوا، خارجیوں نے کہا کہ ہاں جواب ہوگیا۔

میں نے کہا کہ رہا تمہارا دوسرا قول کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتال کیا اور قیدی و غنیمت حاصل نہ کی۔ تو میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم اپنی ماں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی مملوکہ لونڈی بناؤ گے؟ اللہ عزوجل کی قسم اگر تم کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں ہے تو تم اسلام سے خارج ہوئے اور اللہ عزوجل کی قسم اگر تم یہ کہو کہ ہم ان کو مملوکہ بنادیں گے یا ان سے بھی وہ بات حلال کریں گے جو دیگر عورتوں سے حلال ہوا کرتی ہے تو اللہ عزوجل کی قسم تم

اسلام سے خارج ہوگئے، تم دو گمراہیوں کے بیچ میں کھڑے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

پھر اب اگر تم کہو کہ ہماری ماں نہیں ہے تو تم اسلام سے خارج ہو، اب بتلاؤ کہ میں تمہارے اس اعتراض کے جواب سے بھی باہر ہوا کہ نہیں؟ کہنے لگے کہ جی ہاں، میں نے کہا کہ رہا تمہارا تیسرا قول کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین کا لفظ اپنے نام سے مٹادیا تو میں تمہارے پاس ایسے عادل گواہ لاتا ہوں جن کو تم مانتے ہو کہ جب حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکوں کے ساتھ صلح ٹھہرائی تو مشرکوں کے سردار ابوسفیان بن حرب و سہیل بن عمرو وغیرہ کے ساتھ عہد نامہ لکھوایا اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ لکھو ((هذا ماصالح عليه محمد رسول الله)) یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو مشرکوں نے کہا کہ واللہ یہ ہم نہیں جانتے کہ تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہو، اگر ہم بھی جانتے کہ تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہو تو تم سے قتال نہ کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ((اللهم انکِ تعلم انی رسول الله)) ترجمہ: الٰہی تو جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں، پھر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے علی! رسول اللہ کو مٹادو اور اس کو یوں لکھو ((هذا ما اصطلح عليه محمد بن عبد الله)) ترجمہ: یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد ابن عبداللہ ہے۔ اب دیکھو اللہ عزوجل کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر ہیں اور رسول اللہ کا لفظ اپنے نام سے محو کرادیا حالانکہ اس سے وہ رسول اللہ ہونے سے خارج نہیں ہوگئے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں (اس مناظرے کے نتیجہ میں) ((فرجع منهم ألفان وخرج سائرهم فقتلوا)) ترجمہ: دو ہزار خارجی توبہ کرکے واپس آئے اور باقی اپنی گمراہی پر قتل ہوئے۔

(تلبیس ابلیس، الباب الخامس، ذکر تلبیس إبلیس علی الخوارج، صفحہ 83، دار الفکر، بیروت)

خارجیوں کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف نعرے بازی کرنا

جس طرح نجدی شرک کے نعرے مارتے ہیں، جمعہ کے خطبے اور پوسٹروں کے ذریعے مزاروں پر جانے کو شرک کہتے ہیں، غیر خدا سے مانگنے کو شرک کہتے ہیں، اسی طرح خارجی بھی کیا کرتے تھے، وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مسجد میں آتے تو لوگوں میں فتنہ پھیلانے کے لئے ﴿إن الحُكمُ إلاَّ لله﴾ کے نعرے مارتے، اس نعرے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ مشرک ثابت کرتے چنانچہ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 810ھ) تاریخ کی مستند ترین کتاب تاریخ طبری میں لکھتے ہیں ”أن حكيم بن عبد الرحمن بن سعيد البكائي كان يرى رأى الخوارج ، فأتى عليا ذات يوم وهو يخطب، فقال ﴿ولقد أُوحِيَ إليك وإلى الَّذين من قبلك لئن أشركت ليحبطنَّ عملك ولتكوننَّ من الخاسرين﴾ فقال علي ﴿فاصبر إنَّ وعد الله حقٌّ ولا يستخفَّنَّك الَّذين لا يوقنون﴾“ ترجمہ: سعید بکائی خارجی ذہن رکھتا تھا، وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرک ثابت کرنے کیلئے یہ آیت) پڑھی ”اور بیشک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اسے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا

اُکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی ''تو صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تمہیں سبک نہ کریں وہ جو یقین نہیں رکھتے'' (تاریخ الطبری ،الجزء الخامس ،جلد5،صفحہ 73،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

صحابہ وتابعین کو شہید کرنے پر جنت کی بشارت

نجدی جس طرح مزاروں کو شہید کرنے کو ثواب عظیم سمجھتے ہیں اور اس کو حصولِ جنت کا ذریعہ سمجھتے ہیں، خارجی بھی ایسے ہی عقائد رکھتے تھے۔ جب جنگ نہروان کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں سمجھایا کہ تم لوگوں کا یہ سمجھنا کہ ہمیں قتل کرنا تمہارے لئے حلال ہے درست نہیں، ہم کلمہ پڑھنے والوں کا خون کرنا کیسا حلال ہوسکتا ہے؟ اس وقت خارجیوں نے ایک دوسرے کو کہا ''لا تخاطبوهم، ولا تكلموهم، وتهيئوا للقاء الرب، الرواح الرواح إلى الجنة '' ترجمہ: ان کی نہ بات سنو نہ ان سے کلام کرو اپنے رب سے ملاقات کرنے اور جنت میں جانے کی تیاری کرو۔

(تاریخ الطبری ،الجزء الخامس ،جلد5،صفحہ 85،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

تاریخ طبری میں ہے ''وكانت الخوارج يلقى بعضهم بعضا، ويتذاكرون مكان إخوانهم بالنهروان ويرون أن في الإقامة الغبن والوكف، وأن في جهاد أهل القبلة الفضل والأجر '' ترجمہ: خوارج ایک دوسرے سے ملا کرتے تھے اور اپنے نہروان والے بھائیوں کو یاد کیا کرتے تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ بیٹھے رہنے میں ظلم وخیانت ہے اور اہل قبلہ سے جہاد کرنے میں اجر وفضیلت ہے۔

(تاریخ الطبری،الجزء الخامس،سنہ اثنین و اربعین ،جلد5،صفحہ174،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

خارجیوں کا قرآن سے باطل استدلال

نجدی جس طرح شرک و بدعت کی غلط تشریح کرتے ہیں ،قُل ، چالیسواں،

گیارہویں، نیازوں اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وجہ سے ناجائز کہہ دیتے ہیں کہ صحابہ کرام نہیں کرتے تھے اور خود ختم بخاری ، سیرت کانفرس، قربانی کی کھالیں اکٹھی کرتے ہیں جو کہ صحابہ کرام سے ثابت نہیں، اسی طرح اور کئی باتیں خود کر لیتے ہیں اور جب اسی اُصول پر مسلمان فعل کریں تو اسے ناجائز ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ خارجیوں کی بھی یہی عادت تھی کہ وہ قرآن وحدیث سے باطل استدلال کرتے تھے۔ ایک حدیث پاک میں غیبوں پر خبردار حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان خارجیوں کی یہ نشانی بتائی کہ وہ قرآن سے باطل استدلال کریں گے چنانچہ فرمایا((يدعون إلى كتاب الله وليسوا منه في شيء ، من قاتلهم كان أولى بالله منهم)) ترجمہ: وہ لوگوں کو قرآن کی طرف بلائیں گے اور ان میں قرآن والی کوئی بات نہ ہوگی، جو ان کو قتل کرے اللہ عزوجل کے نزدیک ان سے بہتر ہے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب السنة،باب فی قتال الخوارج ،جلد4،صفحہ241،المكتبة العصرية، بيروت)

ایک حدیث پاک حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا((سيخرج قوم يتكلمون بالحق ولا يجوز حلقهم يخرجون من الحق كما يخرج السهم من الرمية)) ترجمہ: عنقریب ایک قول نکلے گی جو حق والی باتیں کریں گی لیکن یہ حق ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، حق سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

(السنة لعبداللہ بن احمد،جلد2،صفحہ628،دار ابن القیم ،الدمام)

تاریخ طبری میں ہے ''عن كثير بن بهز الحضرمي، قال قام علي في الناس يخطبهم ذات يوم، فقال رجل من جانب المسجد لا حكم إلا لله، فقام آخر فقال مثل ذلك، ثم توالى عدة رجال يحكمون، فقال علي الله أكبر، كلمة

حق یلتمس بها باطل "ترجمہ: کثیر بن حضرمی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ مسجد کی ایک جانب سے ایک خارجی آدمی کھڑا ہوا اور اس نے یوں کہنا شروع کر دیا "لا حکم الا للہ" پھر دوسرا کھڑا ہوا اس نے بھی ایسا کہنا شروع کر دیا، اس طرح پے در پے کئی خارجی یہی نعرہ لگاتے کھڑے ہوگئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے اس رویے پر فرمایا اللہ اکبر یہ کلمہ تو ٹھیک ہے لیکن اس سے جو (شرک کا) استدلال ہے وہ باطل ہے۔

(تاریخ الطبری ،الجزء الخامس ،جلد5،صفحہ 73،دار التراث ،بیروت)

خارجی کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی

نجدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے بارے میں کہتے ہیں ان کو معاذ اللہ دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہتے ہیں "جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں" بغیر تعظیم صوفیاء کرام کے نام لیتے ہیں، آئمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اتنی عزت وقدر نہیں کرتے، انہیں اپنے جیسا عام آدمی سمجھتے ہیں، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث دانی پر اعتراض کرتے ہیں، آئمہ مجتہدین کی تقلید کو حرام سمجھتے ہیں، خارجی بھی اسی طرح بے ادب وگستاخ تھے۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ اپنی کتاب تلبیس ابلیس میں لکھا ہے کہ خوارج میں سب سے اول اور سب سے بدتر ذوالخویصرہ تمیمی تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اسکی آنکھ اندر کو دھنسی ہوئی، پیشانی اُبھری ہوئی، کانوں کا گوشت چڑھا ہوا تھا اس کی داڑھی کے بال بہت گھنے تھے وہ پنڈلیوں پر اونچی ازار باندھے اور سر منڈوائے ہوئے تھا، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ نسائی شریف کی حدیث پاک ہے حضرت شریک بن شہاب فرماتے

ہیں میری بڑی تمنا تھی کہ میں صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملوں اور ان سے خارجیوں کے متعلق پوچھوں، تو میری ملاقات عید کی دن ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ میں نے عرض کیا ((**هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الخوارج؟ فقال نعم، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بأذني، ورأيته بعيني، أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بمال فقسمه، فأعطى من عن يمينه، ومن عن شماله، ولم يعط من وراء ه شيئا، فقام رجل من ورائه فقال يا محمد، ما عدلت في القسمة رجل أسود مطموم الشعر عليه ثوبان أبيضان، فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم غضبا شديدا وقال والله لا تجدون بعدي رجلا هو أعدل مني...**)) ترجمہ: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوارج کے متعلق کچھ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال آیا، آپ مال تقسیم کر رہے تھے اور تقسیم میں سامنے والوں، دائیں بائیں والوں کو دے رہے تھے، پیچھے سے تقسیم نہ فرمارہے تھے، ایک شخص پیچھے آیا اور اس نے کہا اے محمد! تو نے تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا، یہ کالے رنگ کا سر منڈا ہوا شخص تھا اور اس پر دو سفید کپڑے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی اس گستاخی پر شدید غضب ناک ہوئے اور فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! تم میرے بعد مجھ سے زیادہ عدل کرنے والا کوئی نہ پاؤ گے۔۔۔۔۔

(سنن نسائی ، كتاب تحريم الدم، جلد7، صفحہ119، مكتب المطبوعات الإسلامية ، حلب)

اس گستاخ خارجی ہی کی نسل تھی جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کم علم اور خود کو بہت علم والے سمجھتے تھے۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ تلبیس ابلیس میں فرماتے ہیں "وکانت الخوارج تتعبد إلا أن

اعتقادھم أنھم أعلم من علی بن أبی طالب کرم اللہ وجھہ وھذا مرض صعب ''ترجمہ: خارجی لوگ بہت عبادت کیا کرتے تھے مگر ان کی حماقت کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ لوگ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر عالم ہیں اور یہ اعتقاد ان کا سخت مہلک مرض تھا۔

(تلبیس ابلیس ،الباب الخامس ،ذکر تلبیس إبلیس علی الخوارج ،صفحہ82 ،دار الفکر بیروت)

آج بھی ان گستاخ خارجیوں کی نسل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ باغی اور یزید پلید کو رحمۃ اللہ علیہ کہتی ہے اور اسے دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

کفار و مشرکین والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنا

جس طرح نجدی بتوں والی آیات مزارات اولیاء پر منطبق کر دیتے ہیں، سالانہ عرس کو ہندوؤں کی یاترا سے ملا دیتے ہیں اور خود اپنے سالانہ اجتماع کو ثواب عظیم سمجھ لیتے ہیں۔ اسی طرح خارجی بتوں والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرتے تھے۔ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے ((وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال إنھم انطلقوا إلی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین)) ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجی گروہ کو ساری مخلوق سے بُرا جانتے تھے اور فرمایا ان لوگوں نے اپنا طریقہ یہ بنالیا ہے کہ جو آیات کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مومنوں پر چسپاں کر دیتے ہیں۔

(صحیح بخاری ، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم ،باب قتل الخوارج والملحدین۔۔جلد9 ،صفحہ16 ،دار طوق النجاۃ)

خارجیوں کا دجال کے ساتھ خروج

کوئی یہ نہ سوچے کہ خارجی تو اس دور میں تھے اب خارجیوں کی نسل کہاں سے

آگئی؟ یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ خارجی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ ہارنے کے بعد ختم نہ ہو گئے تھے بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والا ابن ملجم بھی خارجی تھا اور آج تک اور قربِ قیامت دجال کے نکلنے تک اس عقیدے کے لوگ آتے جائیں گے اور یہ بہت نیکو کار نظر آئیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جنگ ختم ہونے کے بعد خارجیوں کی لاشوں کے پاس آئے تو کسی نے کہا ''حمد ہے اسے جس نے ان کی نجاست سے زمین کو پاک کیا'' امیر المومنین نے فرمایا ''کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے، ہرگز نہیں۔ ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں، کچھ باپ کی پیٹھ میں۔ جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہوگا تو دوسرا سر اٹھائے گا، یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث پاک کی روشنی میں فرمایا۔ اوپر جو روایت سنن نسائی کی پیش کی گئی جس میں خارجی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی، اس روایت میں آگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے متعلق غیبی خبر بھی بتائی (جس علم غیب کے نجدی منکر ہیں) پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ((یخرج فی اخر الزمان قوم کان ھذا منھم یقرؤون القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ سیماھم التحلیق لایزالون یخرجون حتّٰی یخرج اخرھم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموھم شر الخلق والخلیقۃ)) ترجمہ: پھر فرمایا آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی، یہ بھی ان میں سے ہے، جو قرآن بہت پڑھیں گے جوان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے، ان کی علامت سر منڈانا ہے، یہ نکلتے ہی رہیں گے حتی کہ انکا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا، تو جب تم ان سے ملو تو جان لو کہ یہ بد

ترین مخلوق ہے۔

(سنن نسائی، کتاب تحریم الدم،، جلد7، صفحہ119، مکتب المطبوعات الإسلامیة، حلب)

خارجیوں کا فتنہ وفساد پھیلانا

یہ پیشین گوئی اس دور سے لے کر آج تک پوری ہورہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بچے ہوئے خارجیوں نے پھر لوگوں میں فتنہ پھیلانا شروع کیا، ان کا لیڈر مستورد بن علفہ خارجی تھا، انہوں نے آپس میں مشورے کرنے شروع کئے، لوگوں کو یہ ذہن دیا کہ موجودہ لوگ گمراہ ہیں ان کے خلاف جہاد کرو، اپنے بزرگوں کے پاس جنت میں جانے کی تیاری کرو، جب پکڑے جاتے تو کہتے ہیں ہم قرآن سیکھنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ تاریخ طبری میں ہے جب خارجی کاروائی کرنے کے لئے آپس میں مشورے کررہے تھے تو حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے متعلق خبر پہنچی آپ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے انہیں پکڑا '' ((فقال لهم المغيرة ما حملكم على ما أردتم من شق عصا المسلمين؟ فقالوا اما أردنا من ذلك شيئا، قال بلى، قد بلغنى ذلك عنكم، ثم قد صدق ذلك عندى جماعتكم، قالوا له أما اجتماعنا فى هذا المنزل فان حيان ابن ظبيان أقرأنا القرآن، فنحن نجتمع عنده فى منزله فنقرأ القرآن عليه فقال اذهبوا بهم إلى السجن)) ترجمہ: حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم لوگوں نے مسلمانوں میں تفریق پھیلانے کا کیا ارادہ کیا ہے؟ خارجیوں نے کہا ہم نے کوئی ایسا ارادہ نہیں کیا، حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھ تک تمہارے متعلق یہی خبر پہنچی ہے اور تمہارے اس اجتماع کو دیکھ کر اس خبر کی سچائی ثابت ہوگئی، خارجیوں نے کہا ہم اس جگہ اس

لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ حیان بن ظبیان ہمیں قرآن سیکھاتا ہے اور ہم اس کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھتے ہیں، حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں قید کردیا۔

(تاریخ الطبری، الجزء الخامس، سنة ثلاث وأربعين، جلد5، صفحہ 182، دار التراث، بیروت)

اس کے بعد بھی خارجی بار بار مسلمانوں کو گمراہ کہہ کر اس پر جہاد کرتے رہے۔ اور موجودہ گمراہ خارجی نسل کے نجدی لوگ اسی طرح مسلمانوں کا Brain Wash کرتے ہیں، اجتماع مقرر کرکے وہاں گمراہ کن تقریریں کرتے ہیں اور لوگوں کو یہ ظاہر کرواتے ہیں کہ ہم قرآن وسنت اور توحید کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ان کی یہ گمراہ کن تعلیم اور ان کی عبادتوں کے دھوکے سے بچنے کا کہا گیا ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے((عن أبى سعيد الخدرى رضى الله عنه، أنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يخرج فيكم قوم تحقرون صلاتكم مع صلاتهم، وصيامكم مع صيامهم، وعملكم مع عملهم، ويقرءون القرآن لا يجاوز حناجرهم، يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية)) ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تم میں سے ایک گروہ ایسا نکلے گا جس کی نمازوں، روزوں اور اعمال کے سامنے تم اپنی نمازوں، روزوں اور اعمال کو حقیر جانو گے۔ وہ قرآن بہت پڑھیں گے جو ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب إثم من راءى بقراءة القرآن أو تأكل به أو فخر به، جلد6، صفحہ197، دار طوق النجاة)

حدیث پاک میں خارجیوں کی بیان کی گئی نشانی

بخاری شریف کی حدیث پاک میں ان کی نشانی یہ بتائی((يقتلون أهل

الإسلام ويدعون أهل الأوثان)) ترجمہ: اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، جلد4، صفحہ137، دار طوق النجاۃ)

آج یہ بھی نشانی واضح ہے۔ نجدیوں کی کتب دیکھ لیں ہر تیسری چوتھی کتاب شرک کے موضوع پر ہے، ہر تقریر شرک و بدعت پر ہے۔ ان عقائد کے سبب یہ خود قابلِ گرفت ہیں چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے ان کے متعلق فرمایا ((لئن أنا أدركتهم لأقتلنهم قتل عاد)) ترجمہ: اگر میں ان کو پاؤں تو ضرور انہیں قوم عاد کی طرح قتل کروں۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، جلد4، صفحہ137، دار طوق النجاۃ)

ایک اور حدیث پاک میں ہے ((فأينما لقيتموهم فاقتلوهم، فإن قتلهم أجر لمن قتلهم يوم القيامة)) ترجمہ: تم جہاں انہیں پاؤ قتل کرو کہ بے شک ان کا قتل کرنا قیامت والے دن بہت اجر کا باعث ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، جلد4، صفحہ200، دار طوق النجاۃ)

لیکن عوام کو اجازت نہیں کہ وہ اس طرح قتل و غارت کریں بلکہ صاحب اقتدار لوگوں کو چاہئے کہ وہ ایسے عقائد رکھنے والوں کے خلاف قانونی کاروائی کریں تاکہ فتنہ وفساد نہ ہو، لیکن ہمارے یہاں حال اس کے الٹ ہے بدمذہب اپنے ہم مذہب سرکاری ملازموں کی مدد سے اہل سنت کے علماء کے خلاف سازشیں کرتے ہیں، اگر تاریخی کتب کا مطالعہ کریں تو یہ واضح طور پر پڑھنے کو ملتا ہے کہ جو بھی بادشاہ ہوتا تھا وہ چاہے جتنا مرضی عیاش و بے دین ہوتا تھا وہ خارجیوں کو ضرور قتل کرتا تھا کہ یہ فتنہ وفساد نہ پھیلا سکیں، جب ہماری عوام اور لیڈروں نے ان کے فتنوں کو سمجھنا اور انہیں ختم کرنا چھوڑ دیا تو فرقہ واریت اور وہی جہاد کے نام پر قتل و غارت عام ہوگئی، آج بھی کسی بدمذہب کے خلاف کوئی سنی عالم بولے، ان کے عقیدے کے متعلق لوگوں کو بتائے تو کم علم لوگ اچھا نہیں سمجھتے اور اسے فرقہ

واریت کہتے ہیں جبکہ بدمذہب سرعام اسپیکروں میں سنیوں کو مشرک کہہ رہے ہوتے ہیں کوئی منع نہیں کرتا، علمائے کرام کے علاوہ صوفیاء کرام جن میں حضور داتا سرکار رحمۃ اللہ علیہ اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں، ان کی کتب کا مطالعہ کریں تو بالکل واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے دور کے بدمذہبوں اور ملحدوں کے خلاف لکھتے آئے ہیں۔

خارجیوں کا مدینہ شریف کے مسلمانوں کا قتل عام کرنا

128 ہجری میں ابوحمزہ نامی خارجی نے پھر مسلمانوں کے خلاف جہاد کے لئے لوگوں کو ابھارا اور مکہ اور مدینہ پر حملہ کیا اور مدینہ شریف کے بے شمار مسلمانوں کا قتل عام کیا، پھر یہ ابوحمزہ خارجی مدینہ میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چڑھا اور جہاد کی باطل تعریف و مفہوم بیان کیا، پھر خارجیوں کی بُری عادت کی طرح وہی کفر و شرک کے فتوے دیئے چنانچہ تاریخ الطبری میں ہے ”حدثني العباس قال قال هارون حدثني جدي أبو علقمة، قال سمعت أبا حمزة على منبر رسول الله يقول: من زنى فهو كافر ومن شك فهو كافر، ومن سرق فهو كافر، ومن شك أنه كافر“ ترجمہ: ابوعلقمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوحمزہ کو منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ کہتے ہوئے سنا جو زنا کرے وہ کافر ہے اور جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جو چوری کرے وہ کافر ہے اور جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(تاریخ الطبری، الجزء السابع، سنة ثلاثين و مائة، جلد7، صفحہ397، دار التراث، بیروت)

آج بھی اکثر جاہل نجدی جن کو استنجاء کرنے کا صحیح طریقہ نہیں آتا ہوگا، وہ اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک کہہ رہے ہوتے ہیں، اس طرح مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے والوں کا اپنا ایمان خطرے میں ہوتا ہے۔ حضور اقدس سید عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں((ایما امرء قال لاخیه کافر فقدباء بها احدهما ان کان کما قال والا رجعت علیه)) ترجمہ: جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو اُن دونوں میں ایک پر یہ بلاضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقۃً کافر تھا جب تو خیر ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پلٹے گا۔

(مسلم شریف، کتاب الایمان، جلد1، صفحہ79، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

جو گروہ پوری امت کو کافر و مشرک اور گمراہ قرار دے وہ خود گمراہ ہے۔ مسند احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا((إذا قال الرجل هلك الناس فهو أهلكهم)) ترجمہ: جب تو کوئی یوں کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔

(مسلم شریف، کتاب البر والصلة والآداب، جلد4، صفحہ2024، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

خارجیوں کا اعتقاد کہ جو ہمارے جیسا عقیدہ نہیں رکھتا وہ کافر ہے

خارجی یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جو ہمارے اس عقیدے کا مخالف ہو وہ بھی مشرک ہے جو لڑائی میں ہمارے ساتھ نہ ہو وہ کافر ہے، تاریخ طبری میں بہت بڑے خارجی شبیب کا تذکرہ ہے جس نے کئی مسلمانوں کو قتل کیا۔ شبیب سے صالح بن مسرح کہتا ہے ”یا أمیر المؤمنین، کیف تری فی السیرة فی هؤلاء الظلمة؟ أنقتلهم قبل الدعاء، أم ندعوهم قبل القتال؟ وسأخبرك برأيي فيهم قبل أن تخبرني فيهم برأيك، أما أنا فأرى أن نقتل كل من لا يرى رأينا قريبا كان أو بعيدا“ ترجمہ: اے امیر المومنین آپ کی کیا رائے ہے ہمیں اس رات میں جنگ کے لئے روانہ ہو جانا چاہئے؟ اور قبل اس

کے کہ ہم انہیں حق کی دعوت دیں یا انہیں قتل کر ڈالیں یا اتمام حجت کے لئے انہیں دعوت دیں، قبل اس کے کہ اس معاملہ میں آپ کوئی رائے دیں میں اپنی رائے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ہمارے عقائد و خیالات کو نہ مانے ہمیں اس قتل کر ڈالنا چاہئے چاہے وہ ہمارا قریبی رشتہ دار ہو یا غیر ہو۔

(تاریخ الطبری، الجزء السادس، سنه ست و سبعین، جلد6، صفحہ219، دار التراث، بیروت)

ابنِ عبدالوہاب نجدی

خارجیوں کے فتنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور سے جاری رہے، یہ سب فتنے نجد میں آکر ضم ہو گئے، جب مشرکین مکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے تو اس وقت شیطان شیخ نجدی کے روپ میں آیا اور ان کو مشورے دیئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مبارک میں سب سے آخر جس قبیلہ نے اسلام قبول کیا وہ نجد کا قبیلہ تھا اور آپ کے ظاہری وصال کے بعد سب سے پہلے جو قبیلہ اسلام سے پھرا وہ بھی نجد تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں لشکر مرتدوں کی سرکوبی کے لئے یہاں بھیجا تھا، یہ شکست پانے کے بعد دوبارہ مسلمان ہو گئے تھے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ مسلیمہ بن کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ بھی نجد سے تھا۔

پھر اٹھارہویں صدی کے اوائل میں ایک فتنہ ابنِ عبدالوہاب نجدی نے اٹھایا جو آج تک جاری ہے۔ المختصر یہ کہ نجد شروع سے لے کر اب تک فتنوں کا مجموعہ ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کے متعلق فرمایا((هناك الزلزال والفتن وبها يطلع قرن الشيطان)) ترجمہ: وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے نکلے گا شیطان کا

سینگ۔

(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب ما قیل فی الزلازل والآیات، جلد2، صفحہ33، دار طوق النجاۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق ابنِ عبدالوہاب خارجی نجد میں پیدا ہوا جس کی وجہ سے اسے نجدی کہا گیا، یہ نہ صرف خارجی نظریات پر تھا بلکہ ساری زندگی ان نظریات کو آگے پھیلانے میں مصروفِ عمل رہا، دیگر خارجیوں کی طرح اس کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جو میرے جیسا اعتقاد نہیں رکھتا وہ کافر ہے، ابنِ عبدالوہاب نجدی کے ان عقائد کی وجہ سے اسے جلا وطن کر دیا گیا، ابنِ عبدالوہاب نجدی نے علمائے مدینہ سے مناظرہ کیا جس میں اسے شکست فاش ہوئی، جب مدینہ سے ناکام ہوا تو نجد کے بدوؤں میں اس نے اپنے مسلک کی تبلیغ شروع کر دی ابن مسعود نامی ایک حاکم جو داریہ نجد کے ہمسایہ حکمران تھا اس کے خیالات سے متفق ہو گیا رفتہ رفتہ شیخ نجدی امیر سعود کی حکومت کے دینی پیشوا اور نگران بن گیا، دونوں نے مل کر ترک مسلمانوں کے خلاف جنگ کی اور 1765ء تک نجد کا ایک بڑا حصہ فتح کر لیا، اس سال محمد مسعود کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا عبدالعزیز اس کا جانشین ہوا، امیر عبدالعزیز کے عہد میں نظام حکومت براہ راست محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی نگرانی میں آ گیا، 1792ء میں ابن عبدالوہاب کا انتقال ہوا مگر جب تک وہ زندہ رہا نجد کی حکومت اور ان کے حکمران ان کے زیر نگرانی رہے، اس نے نجد کے لوگوں کو اپنے عقائد میں اس طرح ڈھالا کہ مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ وجود میں آیا، ابن عبدالوہاب کے انتقال کے بعد بھی اس کے پیروکاروں کی سلطنت کی توسیع کا سلسلہ جاری رہا حتی کہ پورا نجد ان کے قبضے میں آ گیا۔

تاریخ شاہد ہے کہ نورالدین وصلاح الدین ایوبی رحمہما اللہ کے بعد انگریز اور دوسرے دشمنانِ اسلام ترکوں کی قوت و طاقت سے لرزہ براندام تھے، لیکن ترکوں کو بہر

جانب جنگوں نے گھیر رکھا تھا، ترکوں کی انہی دشمنوں میں مصروفیت سے فائدہ اٹھا کر نجدیوں نے مل کر بیس ہزار کا ایک لشکر تیار کیا اپنا پایہ تخت درعیہ نامی جگہ کو قرار دیا، اس لشکر نے مکہ مدینہ پر چڑھائی کر دی، مسلمانوں کو بے دریغ شہید کر دیا، مسجد نبوی کے خزانوں کو لوٹ لیا، حرمین طیبین پر قبضہ کر لیا، صحابہ کرام وصحابیات کی قبروں کو ختم کر دیا، مقدس مقامات کو گرا دیا۔

ترک حکمران جلد ہی نجدی عقائد اور ان کے پشت پناہ انگریزوں کے بڑھتے ہوئے سیاسی خطرے سے باخبر ہو گئے اور انہوں نے نجدیوں کی سرکوبی کے لئے مصر کے محمد علی پاشا سے مدد مانگی محمد علی پاشا نے 1816ء میں اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کی زیر کمان ایک فوجی مہم نجدیوں کے خلاف روانہ کی اور 1818ء میں ابراہیم پاشا نے نجدیوں کو شکست دی۔

نجدیوں کی اس طرح حرمین شریفین پر قتل و غارت پر کلام کرتے ہوئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ردالمحتار، کتاب الجہاد، باب البغاۃ میں زیر بیان خوارج میں فرماتے ہیں ''كما وقع في زماننا في اتباع عبدالوهاب الذين خرجوا من نجدو تغلبوا على الحرمين و كانو ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله تعالى شوكتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثالث وثلثين و مائتين والف'' ترجمہ: یعنی خارجی ایسے ہوتے ہیں جیسا ہمارے زمانے میں پیروانِ عبدالوہاب سے واقع ہوا جنہوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین محترمین پر غلبہ حاصل کیا اور وہ اپنے آپ کو کہتے تو حنبلی تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ

مسلمان بس وہی ہیں اور جو ان کے مذہب پر نہیں وہ سب مشرک ہیں۔ اس وجہ سے انہوں نے اہلسنت کا قتل اور ان کے علماء کا شہید کرنا مباح ٹھہرالیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہر ویران کیے اور لشکرِ مسلمین کو ان پر فتح بخشی۔

(ردالمحتار کتاب الجہاد، باب البغاۃ، جلد4، صفحہ262، دار الفکر، بیروت)

سیدی احمد زین دحلان مکی قدس سرہ نے اپنی کتاب مستطاب دررسنیہ میں اس طائفہ بے باک اور اس کے امام سفاک کے اعمال کا حال عقائد کا ضلال خاتمہ کا وبال قدرے مفصل تحریر فرمایا، یہاں اس کتاب مستطاب ہادی صواب سے چند حرف اس مقام کے متعلق نقل کرنا منظور" قال رضی اللہ تعالی عنہ ھؤلاء القوم لایعتقدون موحدا الامن تبعھم کان محمد بن عبدالوھاب ابتدع ھذہ البدعۃ، وکان اخوہ الشیخ سلیمٰن من اھل العلم فکان ینکرعلیہ انکارا شدید افی کل یفعلہ اویامربہ فقال لہ یوما کم ارکان الاسلام؟ قال خمسۃ، قال انت جعلتھا ستۃ، السادس من لم یتبعک فلیس بمسلم، ھذا عندک رکن سادس للاسلام، وقال رجل اخریوما کم یعتق اللّٰہ کل لیلۃ فی رمضان ؟ قال مائۃ الف، وفی اخرلیلۃ یعتق مثل ما اعتق فی الشھر کلہ؟ فقال لہ لم یبلغ من اتبعک عشرعشر ماذکرت فمن ھؤلاء المسلمون الذین یعتقھم اللّٰہ وقدحصرت المسلمین فیک وفیمن اتبعک فبھت الذی کفر، فقال لہ رجل اخر ھذا الدین الذی جئت بہ متصل ام منفصل فقال حتی مشایخی و مشایخھم الی ستمائۃ سنۃ کلھم مشرکون فقال الرجل اذن دینک منفصل لا متصل فعمن اخذتہ قال وحی الھام کالخضر ومن مقابحہ انہ قتل رجلا اعمٰی کان م ذنا صالحاذا صوت حسن نھاہ عن الصلوۃ علی النبی

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فامربقتلہ فقتل ثم قال ان الربابۃ فی بیت الخاطئۃ یعنی الزانیۃ اقل اثما ممن ینادی بالصلوٰۃ علی النبی (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) فی المنائر، وکان یمنع اتباعہ من مطالعۃ کتب الفقہ واحرق کثیرا منھا واذن لکل من اتبعہ ان یفسرالقرآن بحسب فھمہ حتی ھمج الھمج من اتباعہ فکان کل واحد منھم یفعل ذلک ولوکان لایحفظ القرآن ولا شیئاً منہ فیقول الذی لایقرؤ منھم لا خریقرؤاقرأ علی حتی افسرلک فاذا قرأ علیہ یفسرہ لہ برایہ وامرھم ان یعملوا ویحکموابما یفھمونہ فجعل ذلک مقدماعلی کتب العلم ونصوص العلماء وکان یقول فی کثیر من اقوال الائمۃ الاربعۃ لیست بشئی وتارۃ یتستر ویقول ان الائمۃ علی حق ویقدح فی اتباعھم من العلماء الذین القوا فی مذھب الاربعۃ وحرروھا ویقول انھم ضلوا واضلوا، وتارۃ یقول ان الشریعۃ واحدۃ فما لھؤلاء جعلوھا مذاھب اربعۃ ھذا کتاب اللّٰہ وسنۃ رسولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لاتعمل الا بھما کان ابتداء ظھور امرہ فی الشرق، وھی فتنۃ من اعظم الفتن کانوا اذا اراد احد ان یتبعھم علی دینھم طوعاً اوکرھاً یامرونہ بالاتیان بالشھادتین اولا ثم یقولون لہ اشھد علی نفسک ان کنت کافراواشھد علی والدیک انھما ماتاکافرین واشھد علی فلان وفلان ویسمون لہ جماعۃ من اکابر العلماء الماضین فان شھدوا بذلک قبلوھم والا امروابقتلھم وکانوا یصرحون بتکفیر الامۃ من منذست مائۃ سنۃ، واول من صرح بذلک محمد بن عبدالوھاب فتبعوہ فی ذلک، وکان یطعن فی مذاھب الائمۃ واقوال العلماء ویدعی الانتساب الی مذھب الامام احمد رضی اللہ تعالی

عنہ کذبا و تسترا وزوراوالا مام احمد برء منه واعجب من ذلك انه كان يكتب الی عماله الذين هم من اجهل الجاهلين اجتهدوا بحسب فهمكم ولا تلتفتوا لهذه الكتب فان فيها الحق والباطل وكان اصحابه لايتخذون مذهباً من المذاهب بل يجتهدون كما امرهم ويتسترون ظاهرا بمذهب الامام احمد ويلبسون بذلك على العامة،فانتدب للرد عليه علماء المشرق والمغرب من جميع المذاهب،ومن منكراته منع الناس من قراءة مولدالنبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم ومن الصلوة على النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم فی المنائر بعد الاذان، ومنع الدعاء بعد الصلوة وكان يصرح بتكفير المتوسل بالانبياء والاولياء وينكرعلم الفقه ويقول ان ذلك بدعة "ترجمہ: شیخ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ گروہِ ابنِ عبدالوہاب اپنے چیلوں کے سوا کسی کو موحد نہیں جانتے، محمد بن عبدالوہاب نے یہ نیا مذہب نکالا، اس کے بھائی شیخ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کہ اہل علم سے تھے اس پر ہر فعل وقول میں سخت انکار فرماتے، ایک دن اس سے کہا اسلام کے رکن کتنے ہیں؟ بولا: پانچ، فرمایا تو نے چھ کردیئے، چھٹا یہ کہ جو تیری پیروی نہ کرے وہ مسلمان نہیں، یہ تیرے نزدیک اسلام کا رُکن ششم ہے اور ایک صاحب نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ رمضان شریف میں کتنے بندے ہر رات آزاد فرماتا ہے؟ بولا ایک لاکھ اور پچھلی شب اتنے کہ سارے مہینے میں آزاد فرمائے تھے، ان صاحب نے کہا: تیرے پیرو تو اس کے سوویں حصہ کو بھی نہ پہنچے وہ کون مسلمان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ رمضان میں آزاد فرماتا ہے؟ تیرے نزدیک تو بس تو اور تیرے پیرو ہی مسلمان ہیں، اس کے جواب میں حیران ہو کر رہ گیا، ایک شخص نے اس سے کہا یہ دین کہ تو لایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متصل ہے یا

منفصل؟ بولا خود میرے اساتذہ اور ان کے اساتذہ چھ سو برس تک سب مشرک تھے، کہا تو تیرا دین منفصل ہوا متصل تو نہ ہوا، پھر تو نے کس سے سیکھا؟ بولا: مجھے خضر کی طرح الہامی وحی ہوئی، اس کی خباثتوں سے ایک یہ ہے کہ ایک نابینا متقی خوش آواز موذن کو منع کیا کہ تو منارہ پر اذان کے بعد صلوۃ نہ پڑھا کر، انہوں نے نہ مانا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوۃ پڑھی اس نے ان کے قتل کا حکم دے کر شہید کرادیا کہ رنڈی کی چھوکری اس کے گھر ستار بجانے والی اتنی گنہگار نہیں جتنا منارہ پر باآواز بلند نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیجنے والا ہے۔ یہ ابنِ عبدالوہاب نجدی اپنے پیروؤں کو کتبِ فقہ دیکھنے سے منع کرتا، فقہ کی بہت سی کتابیں جلادیں اور انہیں اجازت دی کہ ہر شخص اپنی سمجھ کے موافق قرآن کے معنی گھڑ لیا کرے، یہاں تک کہ کمینہ سا کمینہ اس کے پیروؤں کا ایسا ہی کرتا اگرچہ قرآن عظیم کی ایک آیت بھی نہ یاد ہوتی، جو محض ناخواندہ تھا وہ پڑھے ہوئے سے کہتا کہ تو مجھے پڑھ کر سنا میں اس کی تفسیر بیان کروں، وہ پڑھتا اور یہ معنی گھڑتا۔ پھر انہیں تفسیر ہی کرنے کی اجازت نہ دی بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی حکم کیا کہ قرآن کے جو معنی تمہاری اپنی اٹکل میں آئیں انہیں پر عمل کرو اور انہیں پر مقدمات میں حکم دو اور انہیں کتابوں کے حکم اور اماموں کے ارشاد سے مقدم سمجھو، آئمہ اربعہ کے بہت سے اقوال کو محض ہیچ و پوچ بتاتا اور کبھی تقیہ کر جاتا اور کہتا کہ امام تو حق پر تھے مگر یہ علماء جو ان کے مقلد تھے اور چاروں مذہب میں کتابیں تصنیف کر گئے اور ان مذاہب کی تحقیق و تلخیص کو گزرے یہ سب گمراہ تھے اور اوروں کو گمراہ کر گئے، کبھی کہتا شریعت تو ایک ہے ان فقہاء کو کیا ہوا کہ اس کے چار مذہب کر دیئے یہ قرآن وحدیث موجود ہیں ہم تو انہیں پر عمل کریں گے، مشرق میں اس کے مذہب جدید سے ظہور کیا اور یہ فتنہ عظیم فتنوں سے ہوا، جب کوئی شخص خوشی سے خواہ جبراً ابنِ عبدالوہاب کے مذہب میں آنا چاہتا اس سے

پہلے کلمہ پڑھواتا پھر کہتا خود اپنے اوپر گواہی دے کہ اب تک تو کافر تھا اور اپنے ماں باپ پر گواہی دے کہ وہ کافر مرے اور اکابر آئمہ سلف سے ایک جماعت کے نام لے کر کہتا ان پر گواہی دے کہ یہ سب کافر تھے، پھر اگر اس نے گواہیاں دے لیں جب تو مقبول ورنہ اسے قتل کر دیتا اور صاف کہتا کہ چھ سو برس سے ساری امت کافر ہے، اول اس کی تصریح اسی ابنِ عبدالوہاب نے کی پھر اس کے سارے چیلے یہی کہنے لگے، وہ آئمہ کے مذہب اور علماء کے اقوال پر طعن کرتا اور براہ تقیہ جھوٹ فریب سے حنبلی ہونے کا ادعا رکھتا حالانکہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے بری و بیزار ہیں اور اس سے عجیب تر یہ کہ اس کے نائب جو ہر جاہل سے بدتر جاہل ہوتے انہیں لکھ بھیجتا کہ اپنی سمجھ کے موافق اجتہاد کرو اور ان کتابوں کی طرف منہ پھیر کر نہ دیکھو کہ ان میں حق و باطل سب کچھ ہے، اس کے ساتھ لامذہب تھے اس کے کہنے کے مطابق آپ مجتہد بنتے اور بظاہر جاہلوں کے دھوکا دینے کو مذہب امام احمد کی ڈھال رکھتے، یہ چال ڈھال دیکھ کر مشرق و مغرب کے علمائے جمیع مذاہب اس کے رد پر کمربستہ ہوئے۔ اس کی بری باتوں سے یہ بھی ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف پڑھنے اور اذان کے بعد مناروں پر حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوۃ بھیجنے اور نماز کے بعد دعا مانگنے کو ناجائز بتایا اور انبیاء و اولیاء سے توسل کرنے والوں کو صراحۃً کافر کہتا اور علم فقہ سے انکار رکھتا اور اسے بدعت کہا کرتا۔

(الدرر السنیہ، صفحہ39تا53، المکتبۃ الحقیقیۃ، استنبول ترکی، ماخوذ از فتاوی رضویہ)

پہلی عالمی جنگ کے دوران نجدیوں نے خلافت عثمانیہ کے اقتدار کو حجاز اور دوسرے ممالک سے ختم کرنے کے لئے ایک بار پھر انگریزوں کی امداد و حمایت سے اپنی مہم کا آغاز کیا 1918ء میں ترکوں کی شکست کے بعد وہ دوبارہ برسر اقتدار آ گئے۔ پھر 1924ء میں امیر نجد ابن سعود نے مکہ پر اور 1925ء میں مدینہ پر حملہ کر کے نجد و حجاز

کی بادشاہت کا اعلان کر دیا اور مملکت کا نام سعودی عرب رکھا، جب نجدیوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر گولہ باری اور گولیاں چلائیں۔

یہاں سے حجاز پر سعودی نجدیوں کے دور کا آغاز ہوا جو اب تک جاری ہے، تب سے لے کر آج تک نجدی مزارات صحابہ و مقدس مقامات کو ختم کرنے میں سرگرم ہیں، ان سے پہلے ترک مسلمانوں نے جو تاریخی مقدس مقامات کو بڑی حفاظت و عقیدت سے رکھا تھا نجدیوں نے ان کو ختم کر دیا، یہاں تک کہ بعض کتب میں لکھا ہے کہ نجدیوں نے گنبد خضریٰ کو بھی ختم کرنا چاہا تھا اور جو لوگ اسے شہید کرنے کے لئے اوپر چڑھے ان میں سے دو گر کر مر گئے، پھر نجدیوں نے شہید کرنے کی کوشش کو چھوڑ دیا۔

ابنِ عبدالوہاب نجدی خارجی کے چیلوں کی برصغیر میں فتنہ انگیزیاں

یہی ابنِ عبدالوہاب نجدی خارجی کے چیلے برصغیر آئے اور پھر کفر و شرک کی مشینیں چلانا شروع کر دیں، بات بات پر مسلمانوں کو مشرک کہنا شروع کر دیا، مزارات پر جانا، یارسول اللہ کہنا، اولیاء کی تعظیم، سب کو شرک ثابت کیا اور اس پر وہی خارجی طرز والے باطل استدلال کئے۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ان خارجی نجدیوں پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یامعشر المسلمین یہ فرقہ غیر مقلدین کہ تقلید ائمہ دین کے دشمن اور بیچارہ عوام اہل اسلام کے رہزن ہیں، مذاہب اربعہ کو چوراہا بتائیں ائمہ وہدیٰ کو احبار و رہبان ٹھہرائیں، سچے مسلمانوں کو کافر مشرک بنائیں، قرآن و حدیث کی آپ سمجھ رکھنا، ارشاداتِ ائمہ کو جانچنا پرکھنا ہر عامی جاہل کا کام کہیں، بے راہ چل کر، بیگانہ مچل کر، حرامِ خدا کو حلال کر دیں حلالِ خدا کو حرام کہیں، ان کا بدعتی بدمذہب گمراہ بے ادب ضال مضل غوی مبطل ہونا نہایت جلی و اظہر۔۔۔۔ اصل اس گروہ ناحق پژوہ کی نجد سے نکلی، صحیح

بخاری شریف میں ہے((عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما **قال ذکر النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اللّٰھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی
یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا قال اللّٰھم بارک لنا فی شامنا اللھم
بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا فاظنّہ قال فی الثالثۃ ھناک
الزلزال والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان))** نافع سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت ہے کہ حضور پُر نور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی الٰہی! ہمارے لئے
برکت دے ہمارے شام میں، ہمارے لئے برکت رکھ ہمارے یمن میں، صحابہ نے عرض کی
یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نجد میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ وہی
دُعا کی الٰہی! ہمارے لئے برکت کر ہمارے شام میں الٰہی! ہمارے لیے برکت بخش ہمارے
یمن میں۔ صحابہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نجد میں۔
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میرے گمان میں تیسری دفعہ حضور نے نجد کی
نسبت فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے نکلے گا شیطان کا سینگ۔

اس خبر صادق مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ابنِ عبدالوہاب نجدی
کے پسر واتباع نے بحکم آنکہ "پدر اگر نتواند پسر تمام کند" (باپ اگر نہ
کرسکا تو بیٹا تمام (مکمل) کردے گا) تیرھویں صدی میں حرمین شریفین پر خروج کیا اور
ناکردنی کاموں ناگفتنی باتوں سے کوئی دقیقہ زلزلہ وفتنہ کا اُٹھا نہ رکھا ﴿**وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون**﴾ اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا
کھائیں گے۔ حاصل اُن کے عقائد زائغہ کا یہ تھا کہ عالم میں وہی مشت ذلیل موحد مسلمان
ہیں باقی تمام مومنین معاذ اللہ مشرک۔ اسی بناء پر انھوں نے حرمِ خدا وحریمِ مصطفیٰ علیہ افضل

الصلوٰۃ والثناء کو عیاذاً باللہ دارالحرب اور وہاں کے سُکانِ کرام ہمسائیگانِ خدا ورسول کو (خاکم
بدہانِ گستاخاں) کافر ومشرک ٹھہرایا اور بنامِ جہاد وخروج کرکے لوائے فتنہ عظمیٰ پر شیطانیت
کبریٰ کا پرچم اُڑایا۔۔۔

غرض یہ فتنہ شنیعہ وہاں سے مطرود اور خدا ورسول کے پاک شہروں سے مدفوع و
مردود ہوکر اپنے لئے جگہ ڈھونڈتا ہی تھا کہ نجد کے ٹیلوں سے اس دارالفتن ہندوستان کی نرم
زمین اسے نظر پڑی، آتے ہی یہاں قدم جمائے، بانی فتنہ نے کہ اس مذہب نامہذب کا
معلم ثانی ہوا وہی رنگ آہنگ کفر وشرک پکڑا کہ ان معدودے چند کے سوا تمام مسلمان
مشرک، یہاں یہ طائفہ بحکم ﴿**اَلَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا**﴾ (وہ لوگ
جنھوں نے اپنے دین میں جُدا جُدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہوگئے) خود متفرق ہوگیا ایک
فرقہ بظاہر مسائل فرعیہ میں تقلید ائمہ کا نام لیتا رہا دوسرے نے "قدم عشق پیشتر
بہتر" (عشق کا قدم آگے بڑھانا ہی بہتر ہے) کہہ کر اسے بھی بالائے طاق رکھا، چلئے
آپس میں چل گئی وہ انھیں گمراہ یہ انھیں مشرک کہنے لگے مگر مخالفتِ اہلسنت وعداوت اہلِ حق
میں پھر ملت واحدہ رہے، ہر چند ان اتباع نے بھی تکفیر مسلمین میں اپنی چلتی گئی نہ کی لیکن پھر
کلام الامام امام الکلام (امام کا کلام، کلام کا امام ہوتا ہے) ان کے امام وبانی وثانی
کو شرک وکفر کی وہ تیز وتند چڑھی کہ مسلمانوں کے مشرک کافر بنانے کو حدیث صحیح مسلم ((لا
یذھب اللیل والنھار حتی یعبد اللات والعزیٰ (الی قولہ) یبعث اللہ ریحا طیبۃ
**فتوفی کل من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان فیبقی من لاخیر
فیہ فیرجعون الی دین ابائھم))** مشکوٰۃ کے باب "لا تقوم الساعۃ شرار الناس"
سے نقل کرکے بے دھڑک زمانہ موجودہ پر جمادی جس میں حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ زمانہ فنا نہ ہوگا جب تک لات وعزّیٰ کی پھر سے پرستش نہ ہو اور وُہ یوں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اُٹھا لے گی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا انتقال کرے گا، جب زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری ہوجائے گی۔ اس حدیث کو نقل کرکے صاف لکھ دیا سو پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہوا (یعنی وہ ہوا چل گئی۔) اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ہوش مند نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ اگر یہ وہی زمانہ ہے جس کی خبر حدیث میں دی تو واجب ہُوا کہ روئے زمین پر مسلمان کا نام ونشان باقی نہ ہو بھلے مانس اب تُو اور تیرے ساتھی کدھر بچ کر جاتے ہیں؟ کیا تمھارا طائفہ دنیا کے پردے سے کہیں الگ بستا ہے؟ تم سب بھی انہیں شرار الناس وبدترین خلق میں ہوئے جن کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان کا نام نہیں اور دین کفار کی طرف پھر کر بتوں کی پوجا میں مصروف ہیں، سچ آیا حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ((حبک الشیء یعمی ویصم)) شئی کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کردے گی۔

شرک کی محبت نے اس ذی ہوش کو ایسا اندھا بہرا کردیا کہ خود اپنے کفر کا اقرار کر بیٹھا۔ غرض تو یہ ہے کہ کسی طرح تمام مسلمان معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اگرچہ پرائے شگون کو اپنا ہی چہرہ ہموار ہوجائے اور اس بیباک چالاک کی نہایت عیاری یہ ہے کہ اُسی مشکوٰۃ کے اُسی ''باب لاتقوم الساعۃ الاعلی شرار الناس'' میں اسی حدیث مسلم کے برابر متصل بلافصل دوسری حدیث مفصل۔ اسی صحیح مسلم کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وُہ موجود تھی جس سے اس حدیث کے معنی واضح ہوتے اور اُس میں صراحۃً ارشاد ہوا تھا کہ یہ وقت کب آئے گا اور کیونکر آئے گا اور آغازِ بُت پرستی کا منشا کیا ہوگا؟۔۔۔

واقعی یہ لوگ اُن پُرانے خوارج کے ٹھیک ٹھیک بقیہ و یادگار ہیں وہی مسئلے وہی دعوے وہی انداز وہی وتیرے، خارجیوں کا داب تھا، اپنا ظاہر اس قدر متشرع بناتے کہ عوام مسلمین انہیں نہایت پابندِ شرع جانتے، پھر بات پر عمل بالقرآن کا دعویٰ عجب دام در سبزہ تھا مسلک وہی کہ ہمیں مسلمان ہیں باقی سب مشرک، یہی رنگ ان حضرات کے ہیں آپ موحد اور سب مشرکین، آپ محمدی اور سب بددین، آپ عامل بالقرآن والحدیث اور سب چنیں وچناں بزعم خبیث، پھر ان کے اکثر مکلبین ظاہری پابندی شرع میں خوارج سے کیا کم ہیں؟ اہلسنّت کان کھول کر سُن لیں دھوکے کی پٹی میں شکار نہ ہوجائیں، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا ((تحقرون صلاتکم مع صلاتھم وصیامکم مع صیامھم وعملکم مع عملھم)) تم حقیر جانو گے اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے اور اپنے روزے ان کے روزوں کے سامنے اور اپنے اعمال کو اُن کے اعمال کے مقابل۔

باایں ہمہ ارشاد فرمایا ((ویقرء ون القراٰن لایجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ)) رواہ البخاری و مسلم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اعمال پر ان کا یہ حال ہوگا کہ قرآن پڑھیں گے پر گلوں سے تجاوز نہ کرے گا دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اسے بخاری ومسلم دونوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔۔۔''

(فتاوی رضویہ، جلد6، صفحہ656، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ان نجدیوں کی ہر دور میں یہی کوشش کررہی ہے کہ مکہ مدینہ پر ان تسلط ہوجائے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کئی مرتبہ ان مقدس شہروں پر قتل وغارت کی اور موجودہ دور میں بھی نجدی حرمین شریفین پر اپنا تسلط جمائے بیٹھے ہیں اور مزارات کو شہید کررہے ہیں اور ساری

دنیا کے مسلمانوں کو مشرک وبدعتی ثابت کرنے کیلئے خوب کتابیں لکھ رہے ہیں، حرمین شریفین میں مسلمان کسی چیز کی تعظیم کرے تو فوراً نجدی شُرطے شرک شرک کہنا شروع ہو جاتے ہیں جیسے پوری دنیا میں یہ چند جاہل ہی توحید پرست ہیں باقی سب مشرک ہیں۔

المختصر یہ کہ اگر احادیث اور مستند تاریخی کتب کا مطالعہ کریں تو یہ خارجی نجدی فرقہ بہت زیادہ فتنہ انگیز رہا ہے۔ ان کی انہیں بُری حرکتوں کی وجہ سے حدیث پاک میں ان کو جہنم کے کُتے قرار دیا چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے ((عن ابن أبی أوفی، قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الخوارج کلاب النار)) ترجمہ: حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خارجی جہنم کے کُتے ہیں۔ (سنن ابن ماجه، باب فی ذکر الخوارج، جلد1، صفحه61، دار إحیاء الکتب العربیة)

باب دوم: مزار اور مندر میں فرق

جیسا کہ آپ نے جانا کہ یہ نجدی خارجی شروع سے ہی فتنے باز رہے ہیں، مزار کو مندر ثابت کرنے کی مذموم کوشش ان کا نیا فتنہ ہے۔ درحقیقت نجدیوں میں کوئی ولی نہیں ہوا، ہو بھی کیسے جب یہ تصوف ہی کے منکر ہیں، جب ان کے نزدیک اولیاء اللہ کی کرامات جھوٹی کہانیاں ہیں، جب ان کے نزدیک بت اور صاحب مزار میں کوئی فرق نہیں، جب ان میں روحانیت نام کی کوئی چیز نہیں، تو ظاہری بات ہے دل سخت ہوگا، جب دل سخت ہوگا تو پھر مسلمانوں کو مشرک سمجھنا گناہ نہیں لگے گا۔ خارجیوں کا مشہور لیڈر شبیب جس نے ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا، جب وہ ڈوب کر مرا تو اس کا دل دیکھا گیا تو پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا چنانچہ تاریخ طبری میں ہے۔ ابو یزید السکسکی سے مروی ہے ”وأصبحنا فطلبنا شبیبا حتی استخرجناه وعلیه الدرع، فسمعت الناس یزعمون أنه شق بطنه فأخرج

قلبه، فکان مجتمعا صلبا کأنه صخرة، وإنه کان یضرب به الأرض فیثب قامة إنسان، فقال سفیان احمدوا الله الذی أعانکم فأصبح عسکرهم فی أیدینا“ ترجمہ: صبح کو ہم نے شبیب کی تلاش شروع کی اور اسے دریا سے نکال لیا، شبیب کے جسم پر زرہ تھی، لوگ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ اس کا پیٹ شق ہوگیا اور اس کا دل نکال کر دیکھا گیا تو وہ پتھر کی طرح نہایت ہی سخت اور ٹھوس تھا، جب زمین پر مارتے تھے تو سختی کی وجہ سے گیند کی طرح انسان کے قد کے برابر اچھل جاتا تھا، اس پر ابوسفیان نے کہا کہ اس خدائے پاک کا شکر ادا کرو جس نے تمہاری اعانت کی۔ پھر اس کے لشکر گاہ پر ہم نے قبضہ کر لیا۔ (تاریخ الطبری، الجزء السادس، سنه سبع و سبعین، جلد6، صفحه282، دار التراث، بیروت)

ہزاروں عاشقان رسول کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے اور یہ بات بھی احادیث سے ثابت ہے کہ جس نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی زیارت کی، کوئی اور خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن کر نہیں آسکتا چنانچہ بخاری شریف کی حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ((من رآنی فی المنام فقد رآنی، فإن الشیطان لا یتخیل)) ترجمہ: جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے مجھ ہی کو دیکھا، چونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔

(صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام، جلد9، صفحه33، دار طوق النجاة)

چونکہ نجدی گستاخ ہونے کے سبب زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم ہیں اس لئے انہوں نے احادیث و مستند واقعات کے باوجود خواب میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناممکن کہہ دیا چنانچہ ایک نجدی نے لکھا ہے ”خوابوں میں دیدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناممکن ہے۔“

(خوابوں میں دیدار رسول صلی الله علیه وآله وسلم کی حقیقت، صفحه129، مکتبه، کراچی)

پیچھے جوغیبوں پر خبردار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خارجیوں کے متعلق فرمایا ((لایزالون یخرجون حتٰی یخرج اخرھم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموھم شرا لخلق وا لخلیقة)) ترجمہ: یہ نکلتے ہی رہیں گے حتی کہ انکا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا، تو جب تم ان سے ملو تو جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہے۔

(سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، من شہر سیفه ثم وضعه فی الناس، جلد 7، صفحه 119، مکتب المطبوعات الإسلامیة، حلب)

خارجیوں کا دجّال کے ساتھ نکلنے میں یہ حکمت سمجھ آتی ہے کہ خارجیوں کا رب تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ درست نہیں، خارجی رب کے جسم کے قائل ہیں، کوئی خارجی کہتا ہے کہ رب تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، کوئی کہتا ہے رب تعالیٰ چوری کرسکتا ہے جیسا کہ ان کی کتب میں مذکور ہے، جب دجال نکلے گا تو احادیث کے مطابق وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور بے شمار کرتب دکھائے گا جس سے لوگوں کا ایمان خطرے میں پڑ جائے گا۔ بخاری ومسلم کی حدیث پاک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا((ألا أحدثكم حديثا عن الدجال، ما حدث به نبى قومه: إنه أعور، وإنه يجىء معه بمثال الجنة والنار، فالتى يقول إنها الجنة هى النار، وإنى أنذركم كما أنذر به نوح قومه)) ترجمہ: کیا میں تم کو دجال کے متعلق وہ بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہ بتائی؟ وہ کانا ہے اور وہ اپنے ساتھ جنت دوزخ کی مثل لائے گا، جسے وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی، اس سے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا۔

(صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، جلد 4، صفحه 124، دار طوق النجاة)

نجدی خارجی چونکہ کرامات اولیاء کے منکر ہیں، جب دجال کو یہ سب کرتے دیکھیں گے تو اس کو خدا سمجھ کر اس کے پیروکار ہو جائیں گے، لہذا نجدیوں کا مزارات کو مندر

سمجھنا، تصوف کو بدعت سمجھنا ان کی سخت دلی اور گستاخی کا نتیجہ ہے۔ اللہ عزوجل ہم مسلمانوں کو دجال اور نجدیت سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اب مزار اور مندر میں فرق واضح کیا جاتا ہے:

فرق نمبر 1۔ مزارات پر حاضری سنتِ صالحین ہے

ایک اصول ہے کہ جب کسی چیز کو ناجائز چیز کی مثل قرار دیا جاتا ہے تو اس میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ جس کو ناجائز کی مثل کہا جارہا ہے خود قرآن وسنت سے ثابت نہ ہو جیسے نماز جنازہ پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، لہذا اب کوئی گمراہ یہ اعتراض نہیں کرسکتا کہ ہندو بھی بت کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہیں اور مسلمان بھی مردے کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہیں۔ خدا کو ہندو بھی مانتے ہیں لیکن سجدہ بت کو کرتے ہیں اور مسلمان قبلہ کی طرف کرتے ہیں۔

اب مزار کو مثل مندر کیسے کہہ سکتے ہیں جبکہ مزارات پر جانا سنت انبیاء علیہم السلام و سنت صالحین رحمہم اللہ ہے، قبرستان اور مزارات کی حقیقت بالکل یکساں ہے، درحقیقت مزار کا مطلب ہوتا ہے زیارت کرنے کی جگہ، یعنی کسی نبی علیہ السلام یا ولی اللہ کی قبر کو مزار کہہ دیا جاتا ہے کہ لوگ ان مقدس ہستیوں کی قبروں کی زیارت کو آتے ہیں۔ مزارات پر جانا نہ صرف سنت صحابہ وصالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے بلکہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے اصحاب کی قبور پر تشریف لے جاتے تھے۔ ابوداؤد شریف کی حدیث پاک ہے صحابی فرماتے ہیں ((خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يريد قبور الشهداء....وإذا قبور بمحنية قال قلنا يا رسول الله أقبور إخواننا هذه قال قبور أصحابنا فلما جئنا قبور الشهداء قال هذه قبور إخواننا)) ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے ساتھ شہدا قبور پر تشریف لے جانے کے ارادے سے نکلے، جب وادی محنیہ کی قبروں پر پہنچے تو ہم نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ہمارے ساتھیوں کی قبریں ہیں اور جب شہداء کی قبور پر پہنچے تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ قبریں ہمارے بھائیوں کی ہیں۔

(سنن ابو داؤد، کتاب المناسك، زيارة القبور، جلد2، صفحہ18، المكتبة العصرية، بيروت)

مصنف ابن شیبہ اور مصنف عبدالرزاق میں ہے ((عن نافع قال كان ابن عمر إذا قدم من سفر أتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فقال السلام عليك يا رسول الله، السلام عليك يا أبا بكر، السلام عليك يا أبتاه)) ترجمہ: حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر سے واپس آتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر آتے اور عرض کرتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو، اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر سلام ہو، اے میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر سلام ہو۔

(مصنف عبدالرزاق، باب السلام على قبر النبي صلى الله عليه وسلم، جلد3، صفحہ 576، المكتب الإسلامي، بيروت)

اس حدیث پاک میں جید صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روضہ مبارک پر حاضری دینا بھی ثابت ہوا اور یارسول اللہ کہنا بھی ثابت ہوا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ مسند عبدالرزاق میں لکھتے ہیں ((كان النبي صلى الله عليه وسلم يأتي قبور الشهداء عند رأس الحول فيقول السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار، قال وكان أبو بكر وعمر وعثمان يفعلون ذلك)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ عیہ وآلہ وسلم ہر سال شہدا کی قبور پر تشریف لاتے تو انہیں

یوں سلام کرتے تھے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(مصنف عبد الرزاق، كتاب الجنائز، باب في زيارة القبور، جلد3، صفحہ573، المكتب الإسلامي، بيروت)

دیکھیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے کہ وہ ہر سال شہدا کی قبور پر جایا کرتے تھے۔ جب یہ سنت سے ثابت ہو گیا تو پھر ہر سال عرس پر مزارات اولیاء کی حاضری کیسے ناجائز و شرک ہو گئی؟

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے روضہ مبارک پر حاضری کی تاکید کی اور اس پر بے شمار بشارتیں ارشاد فرمائیں:

حدیث 1۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (سنن الدارقطنی)

حدیث 2۔ جو میری زیارت کو آیا کہ اسے سوا زیارت کے کچھ کام نہ تھا مجھ پر حق ہو گیا کہ روزِ قیامت اس کا شفیع ہوں۔ (معجم کبیر)

حدیث 3۔ جو میرے انتقال کے بعد میری زیارت کرے گا گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی میں روزِ قیامت اپنے زائر کا گواہ یا شفیع ہوں گا۔

(كتاب الضعفاء الكبير)

حدیث 4۔ جو مکہ جا کر حج کرے پھر میرے قصد سے میری مسجد میں حاضر ہو اس کے لئے دو حج مبرور لکھے جائیں۔ (مسند ابوداؤد الطیالسی)

چونکہ کفار کی عبادت گاہوں میں جانے سے منع کیا گیا ہے اگر مزار مثل مندر ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ خود اپنے غلاموں کی قبروں پر جاتے اور نہ اپنے روضہ مبارک پر حاضری کا ارشاد فرماتے، ان تمام روایات کے برعکس نجدی خارجیوں کے نزدیک حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے کی حاضری یا کسی ولی کی قبر کی زیارت کے لئے سفر جائز نہیں چنانچہ نجدیوں کے فتاوٰی اسلامیہ میں ہے''لا یحوز السفر بقصد زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم أو قبر غیرہ من الناس '' ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی اور کی قبر کی زیارت کے لئے سفر جائز نہیں۔ (فتاوی إسلامیۃ، جلد1، صفحہ79، دار الوطن، الریاض)

نجدی لکھتا ہے:''محمد کی قبر، ان کے دوسرے متبرک مقامات، تبرکات یا کسی نبی ولی کی قبر یا ستون وغیرہ کی طرف سفر کرنا بڑا شرک ہے۔''

(کتاب التوحید محمد ابن عبدالوہاب، صفحہ 124)

فرق نمبر 2۔ مزاراتِ موضعِ حصولِ برکت اور مندر عبادت گاہ

مندر ہندوؤں کی عبادت گاہ ہے جبکہ مزارات عبادت گاہ نہیں بلکہ حصول برکت کا ذریعہ ہے، اولیاء اللہ کے مزارات سے برکتیں حاصل کرنا اسلاف کا طریقہ کار رہا ہے چنانچہ اصحاب کہف کے متعلق قرآن پاک میں ہے ﴿**قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓی اَمْرِھِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْھِمْ مَّسْجِدًا**﴾ ترجمہ کنز الایمان: وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان (اصحاب کہف کے مزار) پر مسجد بنائیں گے۔

(سورۃ الکہف، سورت18، آیت21)

اس آیت کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے''یصلی فیہ المسلمون و یتبرکون بمکاھم'' ترجمہ: ایک تو لوگ اس میں نماز پڑھیں گے دوسرا ان اولیاء کرام کے قرب کی وجہ سے برکتیں حاصل کریں گے۔

(روح البیان، فی التفسیر سورۃ الکہف، سورت18، آیت21، جلد5، صفحہ232، دار الفکر، بیروت)

اب بھی مزارات کے ساتھ جو مساجد بنائی جاتیں ہیں انکی دلیل یہی آیت ہے۔

کتاب المدخل میں ہے'' حقق لذوی البصائر و الاعتبار ان زیارۃ قبور الصالحین

محبوبۃ لاجل التبرک مع الاعتبار فان برکۃ الصالحین جاریۃ بعد مماتھم کما کانت فی حیاتھم '' ترجمہ: اہل بصیرت واعتبار کے نزدیک محقق ہو چکا ہے کہ قبور صالحین کی زیارت بغرض تحصیل برکت وعبرت محبوب ہے کہ ان کی برکتیں جیسے زندگی میں جاری تھیں بعد وصال بھی جاری ہیں۔

(المدخل، جلد1، صفحہ249، دار الکتاب العربی، بیروت)

فرق نمبر 3۔ بتوں کی طرح مزارات کو سجدہ نہیں کیا جاتا

مندروں میں ہندو اپنے دیوتاؤں کی مورتیاں بناتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے اور سجدہ کرتے ہیں۔ جیسے یہود و نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے، جس پر احادیث میں لعنت فرمائی گئی چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث پاک ہے((**لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُتَّخِذی المساجد علی القبور**)) ترجمہ: رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبور کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے((**عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور أنبیائھم مساجد**)) ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال کے قریب فرمایا اللہ عزوجل کی لعنت ہو یہود ونصاری پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النھی عن بناء المسجد علی القبور-- جلد1، صفحہ376، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

مسلم شریف کی حدیث پاک ہے((**عن عائشۃ أن أم حبیبۃ وأم سلمۃ ذکرتا کنیسۃ رأینھا بالحبشۃ فیھا تصاویر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أولئك إذا كان فيهم الرجل الصالح فمات بنوا على قبره مسجدا وصوروا فيه تلك الصور أولئك شرار الخلق عند الله يوم القيامة)) ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس کنیسہ کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا جس میں تصاویر تھیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں میں جب کوئی صالح آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیتے وہ تصاویر انہیں لوگوں کی تھیں، وہ (سجدہ گاہ بنانے والے) قیامت والے دن اللہ عزوجل کے نزدیک مخلوق میں شریر ترین ہونگے۔

(صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب النهي عن بناء المسجد على القبور، جلد1، صفحه375، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

مزارات میں نہ بت ہوتے ہیں نہ ہی مسلمانوں نے اولیاء اللہ کی قبور کو اپنا قبلہ بنا رکھا ہے بلکہ مسلمان نماز میں کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں۔ بخاری شریف کی شرح فتح الباری لابن رجب میں ہے ((لا تجعل قبري صنما يصلى إليه، ويسجد نحوه، ويعبد، فقد اشتد غضب الله على من فعل ذلك، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحذر أصحابه وسائر أمته من سوء صنيع الأمم قبلهم الذين صلوا في قبور أنبيائهم، واتخذوها قبلة ومسجدا، كما صنعت الوثنية بالأوثان التي كانوا يسجدون إليها ويعظمونها، وذلك الشرك الأكبر)) ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو قبلہ نہ بناؤ کہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اور اسے سجدہ وغیرہ اور اسکی عبادت کرو، اللہ عزوجل نے اس عمل پر شدید غضب فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام علیہم

الرضوان اور تمام امت کو اس بُری حرکت سے منع کیا، پچھلی امتیں اپنے انبیاء کی قبور پر نمازیں پڑھتے اور انہوں نے ان قبور کو مسجد و قبلہ بنالیا جیسے بتوں میں سے قبر کو ایک بت بنا کر اس کی طرف سجدہ کرتے اور ان قبور کی (بطور عبادت) تعظیم کرتے اور یہ شرک اکبر ہے۔

(فتح الباري لابن رجب، كتاب الصلوة، جلد3، صفحه246، مكتبة الغرباء الأثرية، المدينة النبوية)

فتاوی رضویہ اور دیگر سنی فتاوی جات میں یہ صراحت سے مسئلہ مذکور ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرنا پچھلی امتوں میں جائز تھا امت محمدیہ میں قبر ہو یا انسان ہو اس کو سجدہ کرنا مکروہ تحریمی اور اگر کوئی معاذ اللہ اسے معبود سمجھ کر کرے وہ مشرک ہے۔ مفتی محمد اجمل قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ہماری شریعت میں سوائے خدا کے کسی کو سجدہ جائز نہیں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "ولا يجوز السجود الا لله تعالىٰ" لہذا اب کسی صاحب مزار کے لئے بخیال عزت وتحیۃ سجدہ کیا جائے تو وہ ناجائز وحرام ہے، اگر بہ نیت عبادت سجدہ کیا جائے تو وہ کفر وشرک ہے، بالجملہ مزارات بزرگانِ دین پر کسی نیت سے سجدہ کرنا جائز نہیں"

(فتاوی اجملیہ، جلد4، صفحہ117، شبیر برادرز، لاہور)

اگر کوئی جاہل کسی انسان یا قبر کو سجدہ کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی جہالت ہے، یہ بھی نہیں ہوتا کہ مزاروں پر ہر کوئی سجدے ہی کر رہا ہوتا ہے، یہ نجدیوں نے لوگوں کو اہل سنت سے بدظن کرنے کے لئے مشہور کر رکھا ہے۔ مزار کے قریب جو نماز ادا کی جاتی ہے اس میں معاذ اللہ صاحب مزار کو سجدہ نہیں کیا جاتا بلکہ حصولِ برکت کے لئے مزار کے قریب نماز پڑھی جاتی ہے اور سجدہ رب تعالیٰ کو ہوتا ہے۔ بنایہ شرح ہدایہ میں ہے "قلت لا يلزم من الصلاة على قبره اتخاذه مسجدا، ألا ترى أنهم جوزوا أن يصلى عند قبور أهل العلم والأولياء مع مزيد اعتقاد العامة في التعظيم لهم" ترجمہ: میں نے کہا: قبر پر نماز پڑھنے سے قبر کا مسجد بنا لازم نہیں آتا، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اہل علم، اولیاء کرام کے

مزارات کے قریب نماز پڑھنے کا جواز ہے، اس لئے کہ عام لوگوں میں ان بزرگوں کی زیادہ تعظیم کرنے کا اعتقاد ہو۔

(البنایة شرح الهدایة، کتاب الصلوٰة، باب الجنائز، جلد3، صفحه212، دار الکتب العلمیة، بیروت)

فرق نمبر 4۔ بتوں سے مانگنا شرک اور صاحب مزار سے مانگنا شرک نہیں

ہندو بتوں کو اللہ عزوجل کا شریک ٹھہرا کر شرک کا ارتکاب کرتے ہیں، رزق دینے کے لئے الگ بت کی عبادت کرتے ہیں، دشمن پر غلبہ پانے کے لئے الگ بت کی، اسی طرح مختلف امور کے لئے الگ الگ دیوتا ہیں۔ جبکہ مسلمان اولیاء اللہ کو ہرگز اللہ عزوجل کا شریک نہیں ٹھہراتے، بلکہ اللہ کے محبوب بندے تصور کرتے ہیں اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ اللہ کی عطا سے مدد کرتے ہیں، اللہ عزوجل نے اپنے پیاروں کو تصرفات عطا کیے ہیں اور ان کو زمین وآسمان کے خزانے عطا کیے ہیں۔ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے ﴿أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہوجاتی ہے، اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

(سورۃ آل عمران، سورت3، آیت 49)

بخاری ومسلم میں ہے ((عن ابی هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انا نائم أتيت بفاتيح خزائن لارض فوضعت فی یدی)) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں سورہا تھا کہ تمام خزائنِ زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

(صحيح بخاری، كتاب الاعتصام، باب قول النبی صلى الله عليه وآله وسلم بعث بجوامع الكلم، جلد9، صفحه91، دار طوق النجاة)

ان عطا کردہ خزانوں سے ہی اولیاء اللہ حاجت روائی کرتے ہیں چنانچہ ایک حدیث پاک مختلف سندوں کے ساتھ مروی جسے اُبوبکر اُحمد بن مروان الدینوری المالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المجالسة و جواهر العلم'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''أحاديث الشيوخ الثقات (المشيخة الكبرى)'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، اُبونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''حلية الاولياء'' میں، اُبوعبداللہ محمد بن سلامۃ رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسند الشهاب'' میں، ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ''معجم الشيوخ'' اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعجم الکبیر للطبرانی'' میں بسند حسن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ روایت یوں ہے ((عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله تعالىٰ عبادا اختصهم لحوائج الناس يفزع الناس اليهم فی حوائجهم اولئک لأمنون من عذاب الله)) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لئے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں۔ یہ بندے عذاب الٰہی عزوجل سے امان میں ہیں۔

(المعجم الكبير، باب العين، زيد بن أسلم، عن ابن عمر، جلد12، صفحه358، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

دوسری حدیث پاک میں فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ((اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمة من امتی ترزقوا)) ترجمہ: میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو رزق پاؤ گے۔

(کنز العمال، کتاب الزکوٰة، الفصل الثالث (فی آداب طلب الحاجة)، جلد 8 صفحہ 811، مؤسسة الرسالة، بیروت)

پتہ چلا کہ غیر خدا سے مانگنا شرک نہیں بلکہ اس طرح مانگنے کا ثبوت احادیث سے ہے۔ ان احادیث میں یہ نہیں کیا گیا کہ زندہ سے مانگو فوت شدہ سے مانگنا شرک ہے، بلکہ اللہ عزوجل کے اولیاء دنیا میں اور دنیا سے پردہ کرنے کے بعد بھی لوگوں کی حاجات پوری کرتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”سیدی احمد بن زروق کہ از عاظم فقہاء وعلماء ومشائخ دیار مغرب است گفت روزے شیخ ابو العباس حضرمی از من پرسید امدادِ حی قوی ست یا امداد میّت قوی ست من گفتم قوی می گویند کہ امداد حی قوی تر است ومن می گویم کہ امداد میّت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی در بساط است ودر حضرت اوست (قال) ونقل دریں معنی ازیں طائفہ بیشتر ازاں ست کہ حصر واحصار کردہ شود یافتہ نمی شود در کتاب و سنت اقوالِ سلف صالح چیزے کہ منافی ومخالف ایں باشد و رد کند ایں را “ ترجمہ: سیدی احمد بن زروق جو دیارِ مغرب کے عظیم ترین فقہاء اور علماء ومشائخ سے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا زندہ کی امداد قوی ہے یا وفات یافتہ کی؟ میں نے کہا کچھ لوگ زندہ کی امداد زیادہ قوی بتاتے ہیں

اور میں کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی امداد زیادہ قوی ہے، اسی پر شیخ نے فرمایا: ہاں! اس لئے کہ وہ حق کے دربار اور اس کی بارگارہ میں حاضر ہے۔ (فرمایا) اس مضمون کا کلام ان بزرگوں سے اتنا زیادہ منقول ہے کہ حد وشمار سے باہر ہے اور کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقوال میں ایسی کوئی بات موجود نہیں جو اس کے منافی ومخالف اور اسے رد کرنے والی ہو۔

(اشعة اللمعات، باب زیارة القبور، جلد1، صفحہ716، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

کوئی بھی مسلمان کسی نبی علیہ السلام یا ولی سے مدد اسے معاذ اللہ خدا سمجھ کر نہیں مانگتا۔ امام علامہ سیدی تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ الملکی اپنی کتاب مستطاب شفاء السقام شریف میں ارشاد فرماتے ہیں ”لیس المراد نسبة النبی صلی الله تعالی علیه وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال هذا لایقصده مسلم فصرف الکلام الیه ومنعه من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین “ ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق وفاعل مستقل ہیں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا، تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

(شفاء السقام، الباب الثامن فی التوسل والاستغاثة الخ، صفحہ175، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

نجدی غیر اللہ کو پکارنا شرک کہتے ہیں اور اس پر یہ آیت پیش کرتے ہیں ﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾ ترجمہ: اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پکارو۔

(سورۃ القص، سورت28، آیت88)

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل کے ساتھ کسی دوسرے خدا کی عبادت نہ کرو۔ پھر اسے اولیاء پر منطبق کرنا انتہائی جہالت ہے کہ کوئی بھی مسلمان اولیاء کو خدا نہیں جانتا۔ اس آیت کے تحت تفسیر صاوی میں ہے ”فحینئذ فلیس فی الآیة دلیل علی ما

زعمه الخوارج من ان الطلب من الغير حيا و ميتا شرك فانه جهل مركب لان سوال الغير من اجراء الله النفع او النصر على يده قد يكون واجبا لانه من التمسك بالاسباب ولا ينكر الاسباب الا جحودا او جهولا ''ترجمہ: اس آیت میں اُن خارجیوں کی دلیل نہیں جو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے خواہ زندہ ہو یا مردہ کچھ مانگنا شرک ہے، خارجیوں کی یہ جہالت ہے کیونکہ غیر خدا سے مانگنا اس طرح کہ رب ان کے ذریعہ سے نفع ونقصان دے کبھی واجب ہوتا ہے کہ یہ طلب اسباب کا حاصل کرنا ہے اور اسباب کا انکار نہ کرے گا مگر منکر یا جاہل۔

(تفسیر صاوی، فی التفسیر، سورۃ القصص، سورت 28، آیت 88، جلد 4، صفحہ 1550، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

نجدی مولوی کہتے ہیں کہ اگر یہ بابے واقعی کچھ کرنے کی طاقت رکھتے تو اپنے مزار کو نہ بچالیتے ،نجدی مزارات کو اپنی ذاتی بُغض میں ختم کرتے ہیں اور لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ ان کو اس لئے ختم کیا جاتا ہے کہ لوگ ان اولیاء کرام کو خدا نہ سمجھ لیں۔ روح البیان میں علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ان نجدی نظریات کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اما قول بعض المغرورين باننا نخاف على العوام إذا اعتقدوا وليا من الأولياء وعظموا قبره ولتمسوا البركة والمعونة منه ان يدركهم اعتقاد أن الأولياء تؤثر فى الوجود مع الله فيكفرون ويشركون بالله تعالى فننهاهم عن ذلك ونهدم قبور الأولياء ونرفع البنايات الموضوعة عليها ونزيل الستور عنها ونجعل الاهانة للاولياء ظاهرا حتى تعلم العوام الجاهلون ان هؤلاء الأولياء لو كانوا مؤثرين فى الوجود مع الله تعالى لدفعوا عن أنفسهم هذه الاهانة التى نفعلها معهم

فاعلم ان هذا الصنيع كفر صراح مأخوذ من قول فرعون على ما حكاه الله تعالى لنا فى كتابه القديم وقال فرعون ذرونى اقتل موسى وليدع ربه انى أخاف ان يبدل دينكم او ان يظهر فى الأرض الفساد وكيف يجوز هذا الصنيع من أجل الأمر الموهوم وهو خوف الضلال على العامة ''ترجمہ: باقی جو بعض مغرور لوگوں کا قول ہے کہ ہمیں عوام کے متعلق یہ خوف ہے کہ اگر یہ صاحب مزار کے متعلق یہ عقیدہ بنالیں کہ وہ اللہ عزوجل کے ولیوں میں سے ایک ولی ہے اور اس کی قبر کی تعظیم کریں اور اس کی قبر سے برکت و مدد لیں ،تو یہ لوگ اولیاء کرام کو اللہ عزوجل کی طرح مؤثر حقیقی جانیں گے اور کفر و شرک میں مبتلا ہو جائیں گے،تو ہم اس سبب سے اولیاء کی قبروں کو شہید کرتے ہیں اور ان کی مزاروں کی بنیادوں کو ختم کرتے ہیں اور اس پر چڑھی چادروں کو اتار دیتے ہیں اور ظاہری طور پر ان کی اہانت کرتے ہیں تاکہ عوام کو پتہ چلے کہ اگر یہ اولیاء رب تعالیٰ کی طرح مؤثر حقیقی کے مالک ہوتے تو جو ان کی قبروں کے ساتھ ہو رہا ہے اسے روک نہ دیتے ،تو جان لو ایسی سوچ رکھنا واضح کفر ہے اور فرعون کے قول کی طرح ہے جسے اللہ عزوجل نے ہمارے لئے کتاب قدیم میں ارشاد فرمایا'' اور فرعون بولا مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے میں ڈرتا ہوں کہیں وہ تمہارا دین بدل دے یا زمین میں فساد چمکائے۔'' لہٰذا ایسی وہمی سوچ کیسے جائز ہو سکتی ہے کہ (مزاروں کو شہید کر دیا جائے) یہ کہہ کہ لوگ گمراہ ہو سکتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان، فی التفسیر، سورۃ الفتح، آیت 18، جلد 9، صفحہ 43، المکتبۃ القدس، کوئٹہ)

نجدی آیات قرآنی کی غلط تفسیر کر کے لوگوں کو یہ ظاہر کرواتے ہیں کہ نبی یا ولی کسی

چیز کا اختیار نہیں رکھتے، دلیل کے طور پر قرآن پاک کی یہ آیت پیش کرتے ہیں ﴿**لَیْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ**﴾ ترجمہ کنز الایمان: یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں۔

(سورۃ آل عمران، سورۃ3، آیت128)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ”جعل اللہ مفاتیح خزائنہ بیدہ فمن زعم ان النبی کآحاد الناس لایملك شیئا اصلا ولا نفع بہ لا ظاھرا ولا باطنا فھو کافر خاسر الدنیا والآخرۃ، واستدلالہ بھذہ الآیۃ ضلال مبین“ ترجمہ: اللہ عزوجل نے خزانوں کی چابیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں، جو یہ گمان کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام آدمی کی طرح ہیں کسی چیز کا اصلاً اختیار نہیں رکھتے نہ ظاہرا نہ باطنا وہ کافر ہے اور دنیا وآخرت میں نقصان اٹھانے والا ہے، اس آیت سے ایسا استدلال کرنا کھلی گمراہی ہے۔

(تفسیر صاوی، فی التفسیر، سورۃ آل عمران، سورۃ3، آیت128، جلد1، صفحہ312، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

ان تمام دلائل کے باجود نجدی انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام کے تصرفات کے متعلق انتہائی گندہ عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کی شان میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں چنانچہ ابن عبدالوہاب نجدی کہتا ہے: ”میری لاٹھی محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جاسکتا ہے اور محمد مرگئے ان سے کوئی نفع باقی نہ رہا۔“

(اوضح البراہین، صفحہ 103)

دوسرا نجدی کہتا ہے: ”ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور فخر عالم صلی اللہ

تعالی علیہ وآلہ وسلم تو یہ نہیں کر سکتے۔“

(الشہاب الثاقب، صفحہ 43)

فرق نمبر 5۔ بت شفیع نہیں اور اولیاء اللہ شفیع ہیں

بتوں اور اولیاء اللہ کے شفیع ہونے میں یہ فرق ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ شفیع ہیں اور یہ اللہ عزوجل کے اذن سے لوگوں کی شفاعت کرتے ہیں جیسے قرآن پاک میں ہے ﴿**مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ إِلَّا بِإِذْنِہٖ**﴾ ترجمہ: وہ کون ہے جو اسکے یہاں سفارش کرے بے اسکے حکم۔ (سورۃ البقرۃ، سورت2، آیت255)

اسی طرح بخاری شریف کے علاوہ کثیر احادیث کی کتاب میں ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ((**اعطیت الشفاعۃ**)) ترجمہ: مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔ اسی لئے مسلمان اولیاء اللہ کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا شفیع بناتے ہیں انکی عبادت نہیں کرتے۔ جبکہ مشرکین بتوں کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں شفیع بنا کر ان کی عبادت کر کے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں چنانچہ سورہ یونس میں ہے ﴿**وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ قُلْ أَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمَاوَاتِ وَلَا فِی الْأَرْضِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ**﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں جو ان کا کچھ بھلا نہ کرے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں، تم فرماؤ کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں، اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔

(سورۃ یونس، سورت10، آیت18)

سورہ یونس میں ہے ﴿**وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ أَوْلِیَاءَ مَا نَعْبُدُھُمْ إِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا إِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی**﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جنہوں نے

اس کے سوا اور والی بنالئے ، کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لیے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کردیں۔ (سورۃ الزمر، سورت 39، آیت3)

بت کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جبکہ اولیاء وانبیاء اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے قرب کی وجہ سے جو تصرف وقدرت اور کرامات عطا فرمائی ہوتی ہیں وہ ان کے وصال کے ساتھ چھین نہیں لیتا۔ مسلمانوں کا انبیاء علیہم السلام واولیاء اللہ کو شفیع بنانے کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ عزوجل انکے بغیر اپنے بندوں کی بخشش نہیں فرماتا بلکہ شفیع اس لئے بنایا جاتا ہے کہ گناہوں کی بخشش کرنا اللہ عزوجل کی رضا پر ہے اللہ عزوجل جس کی چاہے مغفرت فرمائے جس کی چاہے پکڑ فرمائے ، لہذا مسلمان ان کو اس لئے شفیع بناتے ہیں کہ اللہ عزوجل انکے صدقے ہماری بخشش فرمائے اور یہ تعلیم اللہ عزوجل نے خود قرآن میں دی ہے چنانچہ قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا ﴿**وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمْ جَآءُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا**﴾ ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(سورۃ النساء، سورت 4، آیت 64)

یہ آیت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ آپ کے پردہ فرما جانے کے بعد بھی آپ کے وسیلہ سے مغفرت ہوتی ہے چنانچہ امام ابوعبداللہ قرطبی ''تفسیر قرطبی'' میں، احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی ''الکشف والبیان عن تفسیر القرآن'' میں، ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسی ''البحر المحیط فی التفسیر'' میں، علی بن حسام الدین المتقی الہندی ''کنز العمال'' میں لکھتے ہیں ((**روی ابو صادق**

عن علی قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بثلاثۃ ایام فرمی بنفسہ علی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حثا علی راسہ من ترابہ فقال قلت یارسول اللہ فسمعنا قولک ووعیت عن اللہ فوعینا عنک و کان فیما انزل اللہ علیک ﴿ولو انہم اذظلموا انفسہم﴾ وقد ظلمتُ نفسی و جئتک تستغفرلی فنودی من القبر انہ قد غفر لک)) ترجمہ: ابوصادق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لحد میں جلوہ فرمانے کے تین یوم کے بعد ہمارے پاس ایک اعرابی (دیہات کا رہنے والا) آیا اور اپنے آپ کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر گرادیا اور اپنے سر پر قبر انور کی مٹی ڈالنے لگا اور پھر کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فرمایا پس ہم نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد کیا اور جو (قرآن) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اس میں یہ (آیۃ) بھی ہے ﴿**ولو انہم اذظلموا انفسہم**﴾ اور تحقیق میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں ، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے اللہ (عزوجل) کی بارگاہ سے مغفرت طلب کریں، تو قبر انور سے آواز آئی کہ تمہاری مغفرت کردی گئی۔

(الجامع لاحکام القرآن، جلد5، صفحہ172، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

کتب حدیث میں موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہوکر ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بارش کی فریاد کی چنانچہ دلائل النبوۃ للبیہقی، جلد8، صفحہ 91 اور مصنف ابن ابی شیبہ کی حدیث پاک ہے ((**عن مالک**

قال أصاب الناس قحط فی زمان عمر بن الخطاب فجاء رجل إلى قبر النبی صلى الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ! استسق الله لأمتک فإنهم قد هلکوا فأتاه رسول الله صلى الله علیه وسلم فی المنام ؛ فقال ائت عمر فأقرئه السلام ، وأخبره أنکم مسقون)) ترجمہ: حضرت مالک سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا، ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہورہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا اسلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی۔

(مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل ،جلد6،صفحہ356،مکتبۃ الرشد ،الریاض)

اس حدیث کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قرۃ العینین'' میں نقل کیا، علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ دمشق'' میں نقل کیا، علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب'' میں نقل کیا اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس صحیح حدیث اور دیگر بے شمار احادیث و واقعات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر اولیائے کرام کے مزار مبارک پر کھڑے ہوکر دعا کرنا ثابت ہے لیکن ایک نجدی کی کتاب میں ہے ''أن وقوف الناس للدعاء عند قبر النبی صلى الله علیه وسلم بدعة لم یفعلها الصحابة و التابعون ''ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبر پر دعا کے لئے لوگوں کا کھڑا ہونا بدعت ہے جو کسی صحابی و تابعی سے ثابت نہیں۔

(کشف ما ألقاہ إبلیس من البهرج والتلبیس علی قلب داود بن جرجیس،صفحہ303،دار العاصمۃ)

اس نجدی نے تو دعا مانگنے کو بدعت کہا اور دوسرے نجدی نے جھوٹا توحید پرست بنتے ہوئے اسے شرک کہہ دیا چنانچہ لکھتا ہے''لم یکن أحد من سلف الأمة فی عصر الصحابة ولا التابعین ولا تابعی التابعین یتحرون الصلاة والدّعاء عند قبور الأنبیاء والصالحین ویسألونهم، ولا یستغیثون بهم، لا فی مغیبهم، ولا عند قبورهم، وکذلك العکوف ومن أعظم الشرك أن یستغیث الرجل برجل میت أو غائب ''ترجمہ: صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی قبروں کی طرف نماز و دعا کے لئے رغبت کرتے ہو اور ان سے سوال کرتے ہوں، وہ نہ ان کی عدم موجودگی میں اور نہ ان کے قبور کے پاس آکر مدد مانگتے تھے اور نہ ان کی قبروں کے پاس بیٹھتے تھے، غائب یا مردہ سے مدد مانگنا سب سے بڑا شرک ہے۔

(منہاج التأسیس والتقدیس فی کشف شبہات داود بن جرجیس،صفحہ183،دار الہدایۃ)

یہی وجہ ہے کہ جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک کے سامنے کھڑا ہوکر دعا مانگنے لگے تو جاہل شدت پسند نجدی اسے شرک شرک کہہ کر آگے کر دیتا ہے، نجدیوں نے کبھی شرک بازی چھوڑ کر محبت کی آنکھ سے قرآن و حدیث پڑھا ہوتو انہیں پتہ چلے کہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روضہ پاک کے پاس کھڑے ہوکر دعا مانگنا ثابت ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور آئندہ آئے گا۔ بلکہ عظیم و جید محدث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کو نجدی بھی مانتے ہیں انہوں نے تہذیب التہذیب میں ایک بزرگ یحیٰ بن یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود خواب میں آکر ایک مریض کو ان کی قبر مبارک پر حصول شفاء کے لئے جانے کا حکم ارشاد فرمایا چنانچہ لکھتے ہیں''قال الحاکم سمعت أبا علی النیسابوری یقول کنت فی غم شدید فرأیت النبی صلى الله علیه وسلم فی المنام کأنه یقول لی صر إلى قبر یحیى بن یحیى واستغفر وسل تقض

حاجتك فأصبحت ففعلت ذلك فقضيت حاجتي "ترجمہ: امام حاکم فرماتے ہیں میں نے ابو علی نیسابوری سے سنا، وہ کہتے ہیں میں شدید غم کی حالت میں تھا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: یحییٰ بن یحییٰ کی قبر پر جاؤ اور استغفار کرو اور مانگو، تمہاری حاجت پوری کی جائے گی۔ صبح ہوئی، پس میں نے ایسا کیا میری حاجت پوری ہوگئی۔

(تہذیب التہذیب، حرف الیاء، من اسمہ یحیی، جلد11، صفحہ299، دائرۃ المعارف النظامیۃ، الہند)

فرق نمبر 6۔ مندر کے چڑھاوے اور مزار کے لنگر میں فرق

مندروں پر جو بتوں کے نام چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں اور مزارات پر جو لنگر تقسیم ہوتے ہیں ان میں بہت فرق ہے مشرکین بتوں کی رضا و خوشنودی کے لئے ان کے ناموں پر اپنے جانوروں کو چھوڑ دیتے تھے، ان کا نام لے کر جانور ذبح کرتے تھے اور آج بھی ہندو مختلف مواقع پر جانوروں کو بتوں کے نام پر "بلی" چڑھاتے ہیں، اسی طرح جو بتوں کے نام پر پرساد ہوتا ہے اس کو ایک مخصوص انداز میں بت کے سامنے گھماتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ بھگوان اس میں سے بغیر کمی کیے کھا کر بابرکت بنا دیتا ہے، جبکہ مسلمان اللہ عزوجل کی راہ میں بزرگوں کے ایصالِ ثواب کے لئے نذر و نیاز پیش کرتے ہیں اور لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں اور جانوروں کو اللہ عزوجل کے نام پر ذبح کرتے ہیں اگرچہ اسے بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں جس طرح جانور قربانی، عقیقہ، صدقات کی طرف منسوب ہوتا ہے اور ذبح کے وقت اللہ عزوجل کا ہی نام لیا جاتا ہے۔ یہی مطلب قرآن پاک کی اس آیت کا ہے ﴿ **وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ** ﴾ ترجمہ: اور وہ جانور جو غیر خدا ان کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔

(سورۃ البقرۃ، سورت2، آیت173)

اس آیت کی تفسیر میں تمام جید مفسرین نے یہی فرمایا ہے کہ ذبح کے وقت اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کا نام لیا جائے، کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ جو کسی بزرگ کے نام نذر و نیاز ہو وہ حرام ہوتی ہے چنانچہ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر جامع البیان میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں "قال ابن زيد وسألته عن قول الله ﴿ **وما أهلّ به لغير الله** ﴾ قال يذبح لآلهتهم، الأنصابُ التي يعبدونها أو يسمُّون أسماءَها عليها قال يقولون باسم فلان، كما تقول أنت باسم الله قال، فذلك قوله ﴿ **وما أهلّ به لغير الله** ﴾ ترجمہ: حضرت ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے سوال کیا اللہ عزوجل کے اس فرمان کے متعلق کہ "اور وہ جانور جو غیر خدا ان کا نام لے کر ذبح کیا گیا" فرمایا وہ اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے جن کی وہ عبادت کرتے یا ذبح کے وقت وہ اپنے بتوں کا نام لیتے کہتے فلاں بت کے نام سے جیسے تم کہتے ہو اللہ کے نام سے، اس آیت کا یہ مطلب ہے۔

(تفسیر طبری، فی التفسیر، سورۃ البقرۃ، سورت 2، آیت173، جلد3، صفحہ321، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

اولیاء کرام کے ایصال ثواب کے لئے نذر کیا ہوا جانور حلال ہے چنانچہ ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ تفسیرات احمدیہ میں فرماتے ہیں "اما البقرة المنذورة للاولياء كما هو الرسم في زماننا حلال طيب" ترجمہ: وہ گائے تو اولیاء کرام کے ایصالِ ثواب کے لئے نذر کی گئی جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے حلال وطیب ہے۔

(تفسیرات احمدیہ، صفحہ45، مکتبہ حقانیہ، پشاور)

ردالمحتار میں ہے "إن قال يا الله إني نذرت لك إن شفيت مريضي أو رددت غائبي أو قضيت حاجتي أن أطعم الفقراء الذين بباب السيدة نفيسة أو

الإمام الشافعي أو الإمام الليث ۔۔ فيجوز بهذا الاعتبار ۔۔ ''ترجمہ: اگر کہا اے اللہ میں تیرے نام کی نذر مانتا ہوں کہ اگر میں بیماری سے صحت یاب ہوگیا یا میرا غائب (دوست، وغیرہ) واپس آگیا یا میں حاجت پوری ہوگئی تو ان فقراء کو کھانا کھلاؤں گا جو سیدہ نفیسہ کے دربار پر ہیں یا امام شافعی یا امام لیث رحمہا اللہ کے دربار پر فقراء ہیں انہیں کھلاؤں گا، تو اس اعتبار سے نذر ماننا جائز ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصوم، جلد1، صفحہ487، دار الفکر، بیروت)

قبلہ فیض احمد اویسی رحمہ اللہ علیہ اولیائے کرام کی نذر نیاز پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ فتاوی عزیزیہ مجتبائی، صفحہ نمبر 75 میں فرماتے ہیں کہ'' طعام کلہ ثواب آن نیاز حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنهما نما یندبر آں فاتحہ وقل درود خواندن تبرک می شود خوردن آں بسیار خوب است ''یعنی حضرات امامین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کا کھانا سامنے رکھ کر اس پر سورۃ فاتحہ اور قل اور درود شریف پڑھنا اس سے وہ کھانا تبرک ہوجاتا ہے اور اس کا کھانا بہت عمدہ ہے یعنی مستحب ہے۔

مزید آگے فیض احمد اویسی رحمہ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے شاہ رفیع الدین کے حوالے سے لکھتے ہیں ''نذریکہ اینجا مستعمل میشود بزبر معنی شرعی است چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان'' یہ نذر جو مستعمل عام ہے شرعی نہیں بلکہ عرضی ہے، اس لئے عرف یہ ہے کہ جو کچھ بزرگوں کی خدمت میں لے جاتے ہیں، اسے نذر و نیاز کہا جاتا ہے۔

(اولیائے کرام کی نذر نیاز ماننے کا ثبوت، صفحہ23، قطب مدینہ پبلیشرز، کراچی)

بزرگان دین کے مزارات پر جا کر نذر ماننا، لنگر تقسیم کرنا صرف ہندوستان ہی نہیں

بلکہ برسوں سے پوری دنیا میں رائج ہے، عظیم جید عالم حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جن کے حوالے نجدی بھی دیتے ہیں وہ تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں'' وعند المصلی المرسوم بصلاة العيد كان قبره يعرف بقبر النذور، يقال إن المدفون فيه رجل من ولد علي بن أبي طالب رضي الله عنه يتبرك الناس بزيارته، ويقصده ذو الحاجة منهم لقضاء حاجته۔۔۔ وإنما شهر بقبر النذور لأنه ما يكاد ينذر له نذر إلا صح، وبلغ الناذر ما يريد ولزمه الوفاء بالنذر، وأنا أحد من نذر له مرارا لا أحصيها كثرة، نذورا على أمور متعذرة، فبلغتها ولزمني النذر فوفيت به ''ترجمہ: عیدگاہ کے قریب معروف قبر ہے، جو نذروں والی قبر سے پہچانی جاتی ہے، کہا جاتا ہے کہ اس میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد میں ایک آدمی دفن ہے، لوگ اس قبر کی زیارت کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں اور حاجت طلب کرنے والے اس قبر مبارک کے پاس آتے ہیں اور صرف اس لئے یہ قبر مشہور نہیں (کہ اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد میں کوئی نیک بزرگ مدفن ہے بلکہ) اس واسطے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا جو منت یہاں مانی ہو وہ پوری نہ ہوئی ہو اور نذر ماننے والا اپنی مراد کو نہ پہنچا ہو، نذر ماننے والے کو اپنی نذر پوری کرنی پڑتی ہیں، میں نے یہاں اپنے بے شمار مشکل کاموں میں نذریں مانی ہیں اور میں بھی اپنی مراد کو پہنچا اور نذر کو پورا کیا۔

(تاریخ بغداد، جلد1، صفحہ446، دار الغرب الإسلامی، بیروت)

نجدی جہاں اور قرآنی آیات و احادیث کے مفہوم کو تبدیل کرتے ہیں وہاں گیارہویں اور لنگر وغیرہ کو ﴿ وما أهل به لغير الله ﴾ کے تحت حرام ٹھہراتے ہیں، جب کہ اوپر واضح کیا گیا کہ ﴿ وما أهل به لغير الله ﴾ سے مراد یہ ہے کہ ذبح کے وقت اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کا نام لیا جائے، مسلمان ذبح کے وقت رب تعالیٰ

کا نام لیتے ہیں نہ غوث پاک یا بزرگان دین کا، پھر یہ کیسے حرام ہوگیا؟ دوسرا یہ کہ لنگر میں چاول، پھل وغیرہ ہوتے ہیں یہ کیسے ﴿ **وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ** ﴾ ہوسکتے ہیں کہ جب یہ ذبح ہی نہیں ہوتے؟ نجدیوں کے ہاں شاید پھلوں کو بھی جانور کی طرح ذبح کیا جاتا ہے۔

اس بات کو دو حدیثوں سے مزید واضح کیا جاتا ہے۔ ایک حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((**لعن اللہ من ذبح لغير الله**))ترجمہ: خدا کی لعنت ہے اس پر جو غیر خدا کے لئے ذبح کرے۔

(صحیح مسلم، کتاب الاضاحی ،باب تحریم الذبح لغیر اللہ،جلد 3،صفحہ1567،دار إحياء التراث العربی،بیروت)

دوسری حدیث پاک میں ہے((**من ذبح لضيف ذبيحة كانت فدائه من النار**)) جو اپنے مہمان کے لئے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اس کا فدیہ ہوجائے گا آتش دوزخ سے۔ (الجامع الصغیر،جلد2،صفحہ526،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

دیکھیں پہلی حدیث میں بظاہر ایسا لگتا ہے غیر خدا کے لئے ذبح کرنا ناجائز ہے جبکہ دوسری حدیث میں مہمان کے لئے جانور ذبح کرنے پر بشارت ہے،تو حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ ﴿ **وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ** ﴾ سے مراد ذبح میں اللہ عزوجل کے نام کی جگہ غیر کا نام لینا ہے، نہ یہ کہ کسی بزرگ کی طرف منسوب کردینا ہے،لہذا یہ کہنا بالکل جائز ہے کہ یہ داتا کا لنگر ہے، یہ گیارہویں شریف کا تبرک ہے وغیرہ۔ محدثین وفقہاء کرام رحمہم اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اوپر والی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں''وأما الذبح لغير الله فالمراد به أن يذبح باسم غير الله تعالى كمن ذبح للصنم أو الصليب أو لموسى أولعيسى صلى الله عليهما أو للكعبة ونحو

ذلك فكل هذا حرام ولاتحل هذه الذبيحة سواء كان الذابح مسلما أو نصرانيا أو يهوديا''ترجمہ: ذبح غیر اللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے نام کے علاوہ کسی اور نام پر ذبح کیا جائے جیسے کوئی بت یا صلیب یا موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام یا کعبہ وغیرہ کا نام لے کر ذبح کرے،ان سب صورتوں میں ذبیحہ حرام ہوجائے گا اور برابر ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا عیسائی یا یہودی ہو۔

(شرح النووی علی مسلم،کتاب الاضاحی ،باب تحریم الذبح لغیر اللہ تعالی۔۔،جلد13،صفحہ141،دار إحياء التراث العربی،بیروت)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں''ولعن الله من ذبح لغير الله أي باسم غيره''ترجمہ: اللہ کی لعنت ہے اس پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے یعنی غیر کا نام لے کر ذبح کرے۔

(الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج،جلد5،صفحہ45،دار ابن عفان،سعودیہ)

بزرگوں کی طرف منسوب کرنا تو دور کی بات ہے اگر کوئی مسلمان کسی مندر میں جاکر بھی اللہ عزوجل کا نام لے کر جانور ذبح کرے تو جانور حلال ہوگا چنانچہ فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ تاتارخانیہ اور جامع الفتاویٰ میں ہے''مسلم ذبح شاة المجوسي لبيت نارهم او الكافر لالهتهم توكل لانه سمى الله تعالى ويكره للمسلم'' ترجمہ: مسلمان نے مجوسی کی بکری اس کے آتشکدہ کے لئے یا کسی اور کافر کی اس کے معبودوں کے لئے ذبح کی تو بکری کھائی جائے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کی ہے اور یہ عمل مسلمان کو مکروہ ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الذبائح ،الباب الاول،جلد5،صفحہ286،دار الفکر،بیروت)

باقی یہ کہ کیا بزرگان دین سے منسوب ہونے کے سبب وہ چیز بابرکت ہوتی ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً ہوتی ہے اور یہ قرآن و احادیث سے ثابت

ہے۔قرآن پاک میں تابوت سکینہ کا ذکر ہے جس میں انبیاء علیہم السلام کے تبرکات جس کے وسیلہ سے بنی اسرائیل جنگوں میں فتح حاصل کرتے تھے۔حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق تو قرآن پاک میں آیت ہے کہ جب آپ علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو اپنا کرتہ دے کر فرمایا ﴿**اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ**﴾...﴿ **فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ**﴾ ترجمہ کنزالایمان: میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ، پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں (دیکھنے لگیں) کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

(سورۃ یوسف، سورت 12، آیت 96، 93)

بخاری و مسلم کی حدیث پاک ہے کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی ((انی احب ان تأتینی و تصلی فی منزلی فاتخذه مصلی)) ترجمہ: میری تمنا ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھ لیں تاکہ میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کے لئے متعین کرلوں۔اس کی شرح میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" فی هذا الحديث انواع من العلم و فيه التبرك بآثار الصالحين و فيه زيارة العلماء و الصلحاء و الكبار و اتباعهم و تبريكهم اياهم" ترجمہ: اس حدیث میں کئی قسم کے علوم و معارف ہیں اور اس میں بزرگانِ دین کے آثار سے تبرک اور علماء صلحاء اور بزرگوں اور ان کے ماننے والوں کی زیارت اور ان سے برکات کا حصول ثابت ہے۔

(شرح صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 244، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

بخاری شریف کی حدیث پاک ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک سے شفاء حاصل کرتے تھے۔علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ **عمدۃ القاری** میں اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں"ان ام سلمه كان عندهما شعرات من شعر النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حمر في شئ مثل الجلجل و كان الناس عند مرضهم يتبركون بها و يستشفون من بركتها وياخذون من شعره ويجعلون في قدح من الماء فيشربون الماء الذي فيه الشعر فيحصل لهم الشفاء "ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نلکی کی مثل کسی چیز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرخ بال مبارک تھے، لوگ اپنے امراض میں ان سے برکتیں حاصل کرتے اور ان کی برکت سے شفاء حاصل کرتے تھے، بال مبارک لے کر کسی پانی کے برتن میں رکھتے اور بال مبارک والا پانی پی لیتے جس کی برکت سے انہیں شفاء حاصل ہو جاتی۔

(عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب مایذکر فیہ الشیب، جلد 22، صفحہ 49، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

مدینہ پاک کی خاک میں شفا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ((غبار المدینة یطفی الجذام)) ترجمہ: مدینے کا غبار کوڑھ پن کو ختم کر دیتا ہے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، الإکمال من فضائل المدینة، جلد 12، 428، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر دیئے جانے والے غسل کے پانی کی برکت کے متعلق لکھتے ہیں"مروی ہے کہ غسل کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پلکوں کے نیچے اور ناف کے گوشہ میں پانی جمع ہو گیا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی کو اپنی زبان سے چوسا اور اٹھایا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اسی وجہ سے مجھ میں علم کی کثرت اور حافظہ کی قوت

زیادہ ہے۔"

(مدارج النبوۃ، جلد2، صفحہ516، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

بزرگانِ دین کے نام بھی بابرکت ہوتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث پاک جس کی سند میں بہت سید ذات پاک ہستیاں تھیں، ان کے متعلق فرماتے ہیں "لو قرأت ھذا لاسناد علی مجنون لبریء من جنتہ" ترجمہ: یہ مبارک سند اگر مجنون پر پڑھو تو ضرور اسے جنون سے شفا ہو جائے گی۔

(الصواعق المحرقہ، صفحہ205، مکتبہ مجددیہ، ملتان)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "شیخ تقی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے زہریلے جانوروں کا اثر فوراً ختم ہو جایا کرتا تھا، اسی طرح سانپ پکڑنے والوں میں یہ بات مشہور ہے کہ سانپ کا زہر بھی آپ کا نام لینے سے اتر جایا کرتا تھا۔"

(اخبار الاخیار، صفحہ438، ممتاز اکیڈمی، لاہور)

فرق نمبر 7۔ مزار اور مندر میں جا کر مانگی جانے والی دعا

ہندؤں کا مندروں میں جا کر دعائیں کرنے اور مسلمانوں کا مزارات پر جا کر دعائیں کرنے میں بہت فرق ہے، مندروں میں ہندو بتوں کو اپنا مالکِ حقیقی جان کران سے دعائیں کرتے ہیں جبکہ مسلمان اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو مالکِ حقیقی نہیں جانتے، مزارات پر مسلمان اللہ عزوجل سے انکے توسل سے دعائیں کرتے ہیں اور ان اولیاء کو اپنا مجازی مددگار سمجھتے ہیں جس طرح ہم مختلف معاملات میں لوگوں سے مدد لیتے ہیں، ولی اللہ کے قرب میں دعا مانگنے سے دعا قبول ہوتی ہے اور یہ قرآن سے ثابت ہے قرآن میں مذکور سورۃ آل عمران میں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ میں امام رازی سمیت دیگر مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت زکریا نے دیکھا کہ اللہ عزوجل حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بے موسم پھل عطا فرماتا ہے پھر مجھے بھی بڑھاپے میں اولاد عطا کرنے پر قادر ہے پھر اسی

مقام پر دعا کی اللہ عزوجل نے قبول فرمائی۔ ﴿**فتقبلها ربها بقبول حسن وأنبتها نباتا حسنا وكفلها زكريا كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا قال يا مريم أنى لك هذا قالت هو من عند الله إن الله يرزق من يشاء بغير حساب ○ هنالك دعا زكريا ربه قال رب هب لي من لدنك ذرية طيبة إنك سميع الدعاء ○ فنادته الملائكة وهو قائم يصلي في المحراب أن الله يبشرك بيحيى مصدقا بكلمة من الله وسيدا وحصورا ونبيا من الصالحين**﴾ ترجمہ کنزالایمان: تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا اور اسے اچھا پروان چڑھایا اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا، جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے، بیشک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے، یہاں پکارا زکریا اپنے رب کو بولا اے رب میرے! مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد، بیشک تو ہی ہے دعا سننے والا تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بیشک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔

(سورۃ آل عمران، سورت 3، آیت 37تا 39)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت البقیع میں جا کر اپنے اصحاب کے لئے ہاتھ اُٹھا کران کی مغفرت کی دعا کرنا ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے ((**حتی جاء البقیع فقام فأطال القیام ثم رفع یدیہ ثلاث مرات**)) ترجمہ: یہاں تک کہ بقیع میں آئے

اور طویل قیام فرمایا پھر تین مرتبہ ہاتھ اُٹھایا۔ (صحیح مسلم، جلد2، صفحہ313، کراچی)

ولی اللہ کے مزار پر جا کر انکے توسل سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرنا بزرگوں سے ثابت ہے چنانچہ خیرات الحسان میں ہے امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کہ میں امام ابو حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر مبارک کی زیارت کرتا ہوں، جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان سے مزار پر جاتا ہوں اور بارگاہِ الٰہی عزوجل میں دعا کرتا ہوں تو میری حاجت فوراپوری ہوجاتی ہے۔''

(الخیرات الحسان، صفحہ149، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' در ساحت عزت ایشاں موجب برکت و نورانیت و صفا است و زیارت مقامات متبرکہ و دعا درانجا متوارث ست ''ترجمہ: اولیائے کرام کے مزارات کی عزت کرنا باعث برکت و نورانیت اور پاکیزگی ہے اور مقامات متبرکہ کی زیارت اور وہاں جا کر دعا کرنا اہل ایمان کا ہمیشہ سے طریقہ چلا آرہا ہے۔ (شرح سفر السعادہ، صفحہ272)

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''بحر الدموع'' اور ''صفۃ الصفوۃ'' میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں'' فمن كانت له إلى الله حاجة فليأت قبره وليدع فانه يستجاب له إن شاء الله تعالى ''ترجمہ: جسے کوئی حاجت ہو وہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے قبر مبارک پر آکر دعا کرے ان شاء اللہ دعا قبول ہوگی۔

(بحر الدموع، صفحہ26، صفۃ الصفوۃ، جلد1، صفحہ472، دار الحدیث، مصر)

سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ مجھے بھی ایک مشکل درپیش آئی میں نے اس مشکل سے خلاصی پانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا، اس سے قبل بھی مجھ پر ایسی ہی مشکل پڑی تھی تو میں نے حضرت شیخ سیدنا بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار

شریف پر حاضری دی تھی اور میری وہ مشکل آسان ہوگئی تھی۔''

(کشف المحجوب، صفحہ 100، شبیر برادرز، لاہور)

کثیر مستند کتب میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اور دیگر بزرگانِ دین کے حالات لکھے ہیں کہ ان کے قبروں پر جا کر بارش کی دعا کرنا ثابت ہے چنانچہ صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کثیر جید علمائے کرام رحمہم اللہ نے لکھا جن میں چند مشہور نام بمع ان کی تاریخ وفات کے پیش خدمت ہیں۔ اَبو المظفر منصور بن محمد السمعانی التمیمی الحنفی (المتوفی 489ھ) ''تفسیر السمعانی'' میں، اَبو محمد الحسین بن مسعود البغوی (المتوفی 510ھ) ''تفسیر بغوی'' میں، اَبو حفص سراج الدین عمر بن علی بن عادل الحنبلی الدمشقی النعمانی (المتوفی 775ھ) ''اللباب فی علوم الکتاب'' میں، شمس الدین محمد بن اَحمد الخطیب الشربینی الشافعی (المتوفی 977ھ) ''السراج المنیر'' میں، اَحمد بن محمد حجر الہیتمی (المتوفی 974ھ) ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' میں، ابن حجر عسقلانی (المتوفی 852ھ) ''فتح الالباری'' میں، ابن کثیر (المتوفی 774ھ) ''البدایۃ والنہایۃ'' میں، ابن اثیر (المتوفی 630ھ) ''اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ'' میں اور محمد ثناء اللہ المظہری ''تفسیر مظہری'' میں یہ روایت نقل کرتے ہیں'' لما نزلت الآية مازال أبو أيوب يغزو حتى آخر غزوة غزاها بقسطنطينية، في بعث بعثة معاوية وتوفي (هنالك) ودفن في أصل سور قسطنطينية وهم يستسقون به ''ترجمہ: جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہمیشہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ آخری جہاد انہوں نے قسطنطنیہ کا کیا جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہوا، اسی جہاد میں آپ فوت ہوئے اور قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے دفن کئے گئے اور وہاں کے لوگ آپ کی قبر مبارک سے بارش طلب کرتے ہیں۔

(تفسیر السمعانی، سورۃ البقرۃ، آیت195، جلد1، صفحہ195، دار الوطن، الریاض)

اس صحابیِ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک سے بارش طلب کرنا ہی ثابت نہیں بلکہ یہ بھی ثابت ہے کہ جب بارش طلب کی جاتی ہے تو بارش ہوتی ہے۔ اُبو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن اُحمد السہیلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 581ھ) فرماتے ہیں کہ ''روی ابن القاسم عن مالك قال بلغني أن الروم يستسقون بقبر أبي أيوب رضي الله تعالىٰ عنه فيسقون'' ترجمہ: ابو القاسم حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ اہل روم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک سے بارش طلب کرتے ہیں اور ان پر بارش ہوتی ہے۔

(الروض الأنف ،جلد7،صفحہ127،دار إحياء التراث العربي، بيروت)

بخاری شریف میں صحابیہ حضرت اُم حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ ہے کہ جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشین گوئی کی تھی کہ وہ بحری سفر کر کے جہاد میں حصہ لیں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ بحر روم گئیں اور وہاں سواری سے گر کر ان کا انتقال ہوا۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''فقبرها هناك يستسقون به'' ترجمہ: اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک وہی ہے اور اہل شام اس قبر سے بارش طلب کرتے ہیں۔

(فتح الباري،باب من زار قوما فقال عندهم،جلد11،صفحہ76،دار المعرفة،بيروت)

تاریخ طبری اور دیگر تاریخی کتب میں حضرت عبد الرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھا ہے کہ وہ کفار سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے تو وہاں کے لوگ ان کے معتقد تھے، انہوں نے ان کا جسم مبارک صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اجازت سے اپنے پاس رکھ لیا اور ان کی قبر مبارک سے بارش طلب کرتے ہیں چنانچہ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''فهم يستسقون به إلى اليوم ويستنصرون به'' ترجمہ: وہاں کے لوگ ابھی تک ان سے بارش اور مدد طلب کرتے ہیں۔

(تاريخ الطبري ،الجزء الرابع ،سنة اثنتين وثلاثين ،جلد4،صفحہ305،دار التراث ،بيروت)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان بن ربیعۃ الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں ''إن الترك إذا قحطوا يستسقون بقبر سلمان'' ترجمہ: جب ترکوں پر قحط سالی ہوتی ہے تو وہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے بارش طلب کرتے ہیں۔

(تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، جلد3، صفحہ342، دار الكتاب العربي، بيروت)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رد المحتار کے مقدمہ میں حنفی بزرگوں پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''قوله ومعروف الكرخي بن فيروز، من المشايخ الكبار، مجاب الدعوة، يستسقى بقبره وهو أستاذ السري السقطي'' ترجمہ: حضرت معروف کرخی بن فیروز رحمۃ اللہ علیہ مشائخ سے ہیں اور مستجاب الدعوات ہیں، ان کی قبر سے سیرابی طلب کی جاتی ہے، اور یہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔

(ردالمحتار ،مقدمہ جلد 1،صفحہ58،دار الفکر،بیروت)

اُبو محمد عفیف الدین الیافعی (المتوفی 768ھ) ''مرآۃ الجنان'' میں، اُبو العباس شمس الدین اُحمد البرمکی الإربلی (المتوفی 681ھ) ''وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان'' میں، محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی الدمیری الشافعی (المتوفی 808ھ) ''حیاۃ الحیوان الکبریٰ'' میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں ''وكان مشهوراً بإجابة الدعوة وأهل بغداد يستسقون بقبره، ويقولون قبر معروف ترياق مجرب وكان السري تلميذه، فقال له يوماً إذا كانت لك حاجة إلى الله تعالى فأقسم عليه بي'' ترجمہ: حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ مستجاب الدعوت تھے (یعنی ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں) اہل بغداد ان کی قبر سے بارش طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مجرب تریاق ہے اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ان کے شاگرد تھے، ان سے ایک دن حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر تجھے رب تعالیٰ سے

کوئی حاجت ہوتو اسکی بارگاہ میں میری قسم (وسیلہ) دے کر سوال کرو۔

(مرآۃ الجنان، جلد 1، صفحہ 353، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ابن الملقن سراج الدین الشافعی المصری (المتوفی 804ھ) ''طبقات الأولیا'' میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں ''یتبرك به وأهل بغداد یستسقون به، ویقولون قبره تریاق مجرب قال أبو عبد الرحمن الزهري قبره معروف لقضاء الحوائج یقال أنه من قرأ عنده مائة مرة قل هو الله أحد وسأل الله ما یرید، قضی حاجته ''ترجمہ: حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے اہل بغداد بارش طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکی قبر تریاق مجرب ہے، عبدالرحمٰن زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کے لئے ہے، کہا جاتا ہے جوان کی قبر کے پاس سو مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور بعد رب تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے پوری ہوگی۔

(طبقات الأولیاء، صفحہ 281، مکتبۃ الخانجی، القاہرۃ)

ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کے مزارات پر جا کر دعا کرنا، ان سے مدد مانگنا صدیوں سے پوری دنیا کے مسلمانوں میں رائج ہے، ان مقامات پر اللہ عزوجل سے صاحب مزار کے وسیلہ سے سوال کیا جائے تو اللہ عزوجل انکے صدقے عطا فرماتا ہے، جس طرح بیماری سے تندرستی کے لئے میڈیکل علاج ایک سبب ہے حالانکہ حقیقی شفا اللہ عزوجل کی جانب سے اسی طرح روحانی سبب اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں جن کے وسیلہ سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی جاتی ہے، کیا دنیاوی حاجات کے لئے ہم لوگوں کی طرف رجوع نہیں کرتے؟ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اولیاء سے مدد مانگنے کے بارے میں

فرماتے ہیں ''مدد مانگنے کی یہی صورت ہے کہ حاجت مند اپنی حاجت کو اللہ عزوجل سے اس نیک بندے کی روحانیت کے وسیلے سے طلب کرے جو بارگاہِ الٰہی عزوجل میں مقرب و مکرم ہے اور یوں کہے اے اللہ! اس بندے کی برکت سے جس پر تو نے انعام و اکرام فرمایا ہے میری حاجت پوری فرما، یا اس مقرب بندے کو پکارے کہ اے اللہ عزوجل کے ولی! اے خدا کے مقرب بندے! میرے لئے شفاعت کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے وہ میرے مقصد کو پورا فرمائے۔

فتاوٰی ہندیہ اور دیگر فتاوٰی جات میں روضہ پاک کے پاس جا کر شفاعت طلب کرنے کے متعلق ہے ''فیقول السلام علیك یا رسول الله من فلان بن فلان یستشفع بك الی ربك فاشفع له ولجمیع المسلمین ''ترجمہ: پھر کہے یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو فلاں بن فلاں کی طرف سے وہ آپ سے رب تعالیٰ کی طرف شفاعت کا سوال کرتا ہے اس کی اور تمام مسلمین کی شفاعت فرمائیں۔

(ہندیہ، کتاب الحج، فی زیارۃ قبر النبی صلی الله علیه وآله وسلم، جلد 1، صفحہ 266، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

وسیلہ بنانے کی تعلیم بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دی ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے ﴿یا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اسْتَعِینُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ (سورۃ البقرہ، سورت 2، آیت 153)

دیکھیں اللہ عزوجل نے صبر اور نماز کو وسیلہ بنانے کا فرمایا وہ نماز جس کا قبول ہونا یا نہ ہونا یقینی نہیں جب اس کا وسیلہ بنانا قرآن سے ثابت ہے تو وہ ہستیاں جن کا مقبول ہونا

قرآن وحدیث وکتابوں سے ثابت ہے انکو وسیلہ بنانا کیسے ناجائز وشرک ہوگیا؟

فرق نمبر 8۔صاحب مزار مثل بت نہیں

بت اور صاحب مزار میں بہت فرق ہے نجدی لوگ بتوں کی اگلی آیات مزارت پر چسپاں کرتے ہیں ﴿**أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ۝ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنتُمْ صَامِتُونَ**﴾ ترجمہ: کیا اسے شریک کرتے ہیں جو کچھ نہ بنائے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں اور نہ وہ ان کو کوئی مدد پہنچا سکیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کریں، اور اگر تم انہیں راہ کی طرف بلاؤ تو تمہارے پیچھے نہ آئیں تم پر ایک سا ہے چاہے انہیں پکارو یا چپ رہو۔

(سورۃ الاعراف، سورت7، آیت 191تا 193)

ان آیات کو لے کر یہ نجدی لوگ کہتے ہیں کہ یہ صاحب مزار کچھ نہیں کر سکتے مر کر مٹی ہو گئے (معاذ اللہ عزوجل) جبکہ بیسیوں احادیث سے ثابت ہے کہ انبیاء و اولیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور تصرفات کرتے ہیں۔ابوداؤد شریف کی حدیث پاک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے''امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الحاوی للفتاوی میں لکھتے ہیں'' لما وقف سیدی احمد الرفاعی تجاہ الحجرۃ الشریفۃ قال فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا تقبل الارض عنی وھی نائبتی وھذہ دولۃ الاشباح قد حضرت فامدد یمینك کی تحظی بھا شفتی فخرجت الیہ الشریفۃ فقبلھا '' ترجمہ: جب میرے سردار احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ حجرہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہوئے تو یوں کہا جب میں

دور ہوتا تو اپنی روح کو بھیجتا تھا جو میری نائب ہو کر میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی یہ زیارت کا وقت ہے میں خود حاضر ہوا ہوں اپنا دست اقدس بڑھائیں تاکہ میرے ہونٹ دست بوسی کی سعادت پائیں، چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک آپکی طرف نکلا جس کو آپ نے چوما۔ (الحاوی للفتاوی، جلد 2، صفحہ 261، دار لکتب العلمیہ ،بیروت)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح الصدور میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں

((کانت امرأۃ تقم المسجد فماتت فلم یعلم بھا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فمر علی قبرھا فقال ما ھذا القبر قالوا ام محجن قال التی کانت تقم المسجد قالوا نعم فصف الناس فصلی علیھا ثم قال ای العمل وجدت افضل قالوا یارسول اللہ اتسمع قال ماانتم باسمع منھا فذکر انھا اجابتہ ان اقم لمسجد)) ترجمہ: ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں ان کا انتقال ہوگیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی حضور ان کی قبر پر گزرے دریافت فرمایا یہ قبر کس کی ہے؟ لوگوں نے عرض کی ام محجن کی، فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی؟ عرض کی ہاں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صف باندھ کر نماز پڑھائی پھر ان بی بی کی طرف خطاب کر کے فرمایا تو نے کون سا عمل افضل پایا؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ سنتی ہے؟ فرمایا کچھ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے، راوی کہتے ہیں پھر اُس نے (قبر سے) جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینی۔

(شرح الصدور بحوالہ ابو الشیخ، باب معرفۃ المیت من یغسلہ، صفحہ 40، خلافت اکیڈمی، سوات)

دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قبر میں رہ کر سننا اور جواب دینا ثابت ہوگیا اسی طرح کی کئی اور مستند احادیث ہیں جس سے صاف صاف بت

اور صاحب مزار میں فرق ہوتا ہے، یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ان کو پکارنا ان سے مدد مانگنا بھی شرک نہیں اگر شرک ہوتا تو کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر اپنا ہاتھ بوسہ دینے کے لئے باہر نہ نکالتے، جب زندگی میں پکارنا اوران سے مدد طلب کرنا شرک نہیں تو بعد از وفات بھی شرک نہیں ہوسکتا کہ شرک زندگی وموت کی صورت میں بدل نہیں جاتا، صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی مثلاً ٹانگ ٹوٹی، آنکھوں میں آشوب ہوا، پانی ختم ہوگیا، کھانا کم پڑگیا، سانپ نے کاٹ لیا، بارش برسنا بند ہوگئی، قحط پڑگیا ایسے ہزاروں مواقع پر صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی، قوم موسیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد مانگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی مریض، اندھے کوڑھی مدد مانگتے۔ کیا اللہ تعالیٰ ان کی شہہ رگ سے زیادہ قریب نہیں تھا؟ یقیناً تھا، تو پھر انہوں نے غیرِ خدا سے کیوں مدد مانگی؟ صحابہ کا فعل اس بات کی دلیل ہے کہ یہ فعل جائز ہے، نیز بیسیوں مواقع پر معترض ماں، باپ، دوست، عزیز، پولیس سے مدد مانگتا ہے، جب اللہ تعالیٰ شہہ رگ سے زیادہ قریب ہے تو مرے یا جیے جو کچھ بھی ہو اللہ ہی سے مدد مانگا کرے، معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے امت محمدیہ پر پچاس سے پانچ نمازیں کروانے میں مدد کی۔

حاکم نیشاپوری اور امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہما اللہ نقل کرتے ہیں "مروان نے مسجد نبوی میں صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ قبر نبی پر بیٹھے اپنا رازِ دل بیان کررہے ہیں کہ مروان نے انہیں گردن سے پکڑا اور کہا" اتدری ما تصنع؟ " ترجمہ: جانتا ہے کیا کررہا ہے؟ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جواب دیتے ہوئے فرمایا ((**جئت رسول الله ولم آت الحجر**)) ترجمہ: میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔

(مسند احمد، حديث أبي أيوب الأنصاري، جلد38، صفحه558، مؤسسة الرسالة، بيروت)

حرفِ آخر

ثابت ہوا کہ مزار کو مندر کہنا نری حماقت، بے دینی اور اولیاء سے بُغض کی نشانی ہے، شرک کے فتوے لگانے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیشین گوئی فرمادی ہے کہ میری امت شرک نہیں کرے گی چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح ابن حبان میں ہے ((**عن عقبه ابن عامر ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم خرج يوما فصلى على اهل اُحُدٍ صَلاته على الميت ثم انصرف الى المنبر فقال انى فرط لكم وانا شهيد عليكم وانى والله لانظر الى حوضى الأن وانى اعطيت مفاتيح خزائن الارض او مفاتيح الارض وانى والله مااخاف عليكم ان تشركوا بعدى ولكن اخاف عليكم ان تنافسوا فيها**)) ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن تشریف لے گئے اور اہل احد پر نماز جنازہ کی طرح نماز پڑھی پھر منبر پر واپس ہوئے، فرمایا (حوض کوثر پر تمہاری مدد کیلئے) میں پہلے پہنچنے والا ہوں، میں تمہارا گواہ ہوں، اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں، اللہ کی قسم مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم لوگ میرے بعد شرک کروگے، لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ دنیا کے مال کو ایک دوسرے سے حاصل کرنے کی لالچ کروگے۔

(صحيح ابن حبان، كتاب الجنائز، فصل في الشهيد، جلد4، صفحه58، دار الكتب العلمية، بيروت)

مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگانے والوں کا اپنا ایمان خطرے میں ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ایک حدیث بسند جید موجود ہے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا((**ان مـــا**

اخاف علیکم رجل قرء القران حتی اذا رؤیت بهجته علیه و کان رداء ہ
الاسلام اعتراہ الا ما شاء اللہ انسلخ منہ و نبذہ وراء ہ و سعی علی جارہ
بالسیف و رماہ بالشرک قال قلت یا نبی اللہ ایہما اولی بالشرک المرمی
او الرامی قال بل الرامی ھذا اسناد جید)) ترجمہ: بے شک مجھے تم پر ایسے آدمی کا
خوف ہے جو قرآن پڑھے حتی کہ اسکی رونق اس پر ظاہر ہو جائے، اس کا اوڑھنا بچھونا اسلام
ہو جائے، جب تک اللہ چاہے اسکی یہ حالت برقرار رکھے، پھر اس سے یہ حالت چھن جائے
اور وہ اسلام کو پس پشت پھینک دے اور اپنے پڑوسی پر تلوار کھینچ لے اور شرک کے فتوے
لگائے، راوی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرک کا فتوی لگانے والا شرک کے
زیادہ قریب ہے یا جس پر لگایا گیا؟ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شرک کا فتوی
لگانے والا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الاعراف، آیت 175، جلد 3، صفحہ 509، دار طیبۃ، الریاض)

باقی موجودہ دور میں جو مزارات پر خرافات ہوتی ہیں جیسے قبروں کو سجدے،
طواف، مرد عورتوں کا اختلاط، گانے باجے، ڈھول ڈھمکے، جاہل پیروں کا طرز عمل وغیرہ،
ان سب کو علمائے اہلسنت بھی ناجائز کہتے ہیں فتاوی رضویہ میں امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ
الرحمن فرماتے ہیں ''اولیائے کرام کے مزارات پر ہر سال مسلمانوں کا مجمع ہو کر قرآن مجید کی
تلاوت یا اور مجالس کرنا اور اس کا ثواب ارواح طیبہ کو پہنچانا جائز ہے، جبکہ منکرات شرعیہ مثل
رقص و مزامیر وغیرہا سے خالی ہو۔'' (فتاوی رضویہ، جلد 9، صفحہ 538، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزارات پر جعلی پیروں اور جاہل لوگوں کی خرافات کا ہونا بہت پہلے سے ہے، ان
میں ان اولیاء اللہ کا کوئی قصور نہیں، اولیاء کرام خود اس طرح کی غیر شرعی حرکات سے دور
تھے، انکی تعلیمات تو قرآن و سنت کے عین مطابق تھی، حضور داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

کشف المحجوب میں فرماتے ہیں '' جب زمانہ کے دنیا دار لوگوں نے دیکھا کہ نقلی صوفی پاؤں
پر تھرکتے، گانا سنتے اور بادشاہوں کے دربار میں جا کر ان سے مال و منال کے حصول میں
حرص و لالچ کا مظاہرہ کرتے ہیں، درباری دیکھتے ہیں تو وہ ان سے نفرت کرتے اور تمام
صوفیوں کو ایسا ہی سمجھ کر سب کو برا کہنے لگتے ہیں کہ ان کے یہی طور و طریق ہوتے ہیں اور
پچھلے صوفیاء کا حال بھی ایسا ہی تھا، حالانکہ وہ حضرات ایسی لغویات سے پاک و صاف تھے وہ
اس پر غور و فکر نہیں کرتے۔ یہ زمانہ دین میں سستی و غفلت کا ہے۔''
(کشف المحجوب، صفحہ 69، شبیر برادرز، لاہور)

اس وجہ سے مزارات پر جانا چھوڑ دینا کہ وہاں غیر شرعی حرکات ہوتی ہیں درست
نہیں، معاشرے کے کئی شعبوں میں غیر شرعی حرکات ہوتی ہیں کیا ہم وہاں جانا چھوڑ دیتے
ہیں۔ الفتاوی الفقہیۃ الکبری میں حضرت احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ سے
سوال ہوا ''(وسئل) رضي الله عنه عن زيارة قبور الأولياء في زمن معين مع الرحلة
إليها هل يجوز مع أنه يجتمع عند تلك القبور مفاسد كثيرة كاختلاط النساء
بالرجال وإسراج السرج الكثيرة وغير ذلك؟ ترجمہ: موجودہ دور میں اولیاء کرام کے
مزارات کی طرف سفر کرنا کیا جائز ہے؟ جبکہ اس میں کثیر خرافات ہوتی ہیں جیسے مرد اور
عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے کثیر چراغ جلائے جاتے ہیں اور دیگر خرافات ہوتی ہیں؟

''(فأجاب) بقوله زيارة قبور الأولياء قربة مستحبة وكذا الرحلة إليها
وقول الشيخ أبي محمد لا تستحب الرحلة إلا لزيارته (صلى الله عليه وسلم) رده
الغزالي بأنه قاس ذلك على منع الرحلة لغير المساجد الثلاثة مع وضوح الفرق
فإن ما عدا تلك المساجد الثلاثة مستوية في الفضل فلا فائدة في الرحلة إليها
وأما الأولياء فإنهم متفاوتون في القرب من الله تعالى ونفع الزائرين بحسب

معارفهم وأسرارهم فكان للرحلة إليهم فائدة أى فائدة فمن ثم سنت الرحلة إليهم للرجال فقط بقصد ذلك وانعقد نذرها كما بسطت الكلام على ذلك فى شرح العباب بما لا مزيد على حسنه وتحريره وما أشار إليه السائل من تلك البدع أو المحرمات فالقربات لا تترك لمثل ذلك بل على الإنسان فعلها وإنكار البدع بل وإزالتها إن أمكنه وقد ذكر الفقهاء فى الطواف المندوب فضلا عن الواجب أنه يفعل ولو مع وجود النساء'' ترجمہ: آپ نے جواب دیا کہ اولیاء کرام کے مزارات پر جانا مستحب عمل ہے اور اسی طرح ان کے مزار پر حاضری کے قصد سے سفر کرنا بھی مستحب ہے، جو ابو محمد کا قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کے علاوہ دیگر مزاروں کے لئے سفر مستحب نہیں اس کا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے رَدّ کیا ہے، ابو محمد نے جو حدیث پاک پر قیاس کیا کہ تین مساجد کے علاوہ اور طرف سفر نہ کیا جائے، اس کا مطلب ہے کہ تین مساجد (مسجد حرم، مسجد نبوی، مسجد بیت المقدس) کے علاوہ دیگر مساجد میں فضیلت برابر ہے، اس لئے زیادہ فضیلت کا نظریہ رکھ کر اور کسی مسجد میں نہ جایا جائے، باقی اولیاء کرام کا درجہ اللہ عزوجل کے ہاں متفرق ہوتا ہے اور یہ اپنے زائرین کو حسب معارف و اسرار فائدہ دیتے ہیں، ان کی طرف سفر کرنا فائدہ دیتا ہے، پھر ان کے مزارات پر جانے کی اجازت صرف مردوں کو ہے کہ وہاں جا کر نذر مان سکتے ہیں جیسا کہ اس مسئلہ پر تفصیلی کلام شرح العباب میں ہے کہ اس سے مزید اچھی تحریر کی حاجت نہیں، سائل نے مزارات پر ہونے والی جن خرافات کی طرف اشارہ کیا ہے اس کے سبب مزار پر جانے کو نہیں چھوڑا جا سکتا، بلکہ انسان پر ہے کہ وہ ان مزارات پر ہونے والی بدعات کا انکار کرے اور اس کو ختم کرنے کی کوشش کرے، فقہاء کرام نے واجب طواف تو دور کی بات نفلی

طواف کو جائز کہا جبکہ اس طواف میں عورتوں سے اختلاط ہوتا ہے۔

(الفتاوى الفقهية الكبرى، كتاب الصلوة، باب الجنائز، جلد2، صفحہ24، المكتبة الإسلامية)

لہذا مزارات پر اگر بعض جاہل لوگ غیر شرعی حرکات کرتے ہیں تو ہر گز اس کا یہ حل نہیں کہ سُنّیت کو چھوڑ کر نجدی ہو جائیں یا اس مزار ہی کو شہید کر دیا جائے، اگر کسی نجدی کا باپ بے نمازی ہو گا تو کیا نجدی اس کی اصلاح کرے گا یا اپنا باپ بدل لے گا یا اس باپ ہی کو مار دے گا؟

جس طرح نجدیوں نے اپنی شرکیہ عقل سے مزار کو مثل مندر قرار ثابت کیا ہے اور ہم نے اس کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں دیا ہے، اب ہم ان نجدی خارجیوں میں موجود شیطانی صفات کو ثابت کرتے ہیں، یہ اس کا جواب دیں:

(1) شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کی اور انہیں مٹی سے بنا ہوا کہا، نجدی نے بھی تعظیم نبی کو شرک کہا اور اسے اپنے جیسا بشر کہتا ہے۔

(2) شیطان عبادت گزار تھا، توحید کا دعویٰ دار تھا، لیکن آدم علیہ السلام کی عظمت کا قائل نہیں، نجدی بھی عبادت گزار ہے، توحید کا دعویٰ دار ہے لیکن نبی علیہ السلام کی عظمت کا منکر ہے۔

(3) شیطان بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش پر چیخا اور چلایا تھا، نجدی بھی عید میلا دالنبی پر چیختا چلاتا ہے۔

(4) شیطان بھی ضدی ہے کہ بعد قیامت ایک لاکھ سال بعد جہنم سے نکال کر اسے کہا جائے گا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر وہ پھر بھی نہ مانے گا اور نجدی بھی ضدی ہے لاکھ نبی علیہ السلام کی شان پر دلیلیں پیش کی جائیں یہ نہیں مانتا۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان نجدیوں سے دور رہیں۔ ان کی تقاریر نہ سنیں، نہ

ان کی کتابیں پڑھیں اور نہ ان کی پیچھے نماز پڑھیں۔ جب بھی یہ کوئی نیا فتنہ چھوڑیں فوراً علمائے اہل سنت سے رابطہ فرمائیں۔ اپنا تعلق اہل سنت والجماعت سے رکھیں۔ اہل سنت والجماعت ہی جنتی فرقہ ہے۔ اَبوالفتح محمد بن عبدالکریم الشہر ستانی (المتوفی 548) رحمۃ اللہ علیہ ''الملل والنحل''میں لکھتے ہیں ''أخبر النبی علیه السلام ستفترق أمتی علی ثلاث وسبعین فرقة، الناجیة منها واحدة، والباقون هلکی قیل ومن الناجیة؟ قال أهل السنة والجماعة قیل وما السنة والجماعة؟ قال ما أنا علیه الیوم وأصحابی'' ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ میری امت تہتر 73 فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی جہنمی۔ کہا گیا کون سا فرقہ جنتی ہے؟ فرمایا اہل سنت والجماعت۔ کہا گیا اہل سنت والجماعت کون سا فرقہ ہے؟ فرمایا جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔ (الملل والنحل، جلد1، صفحہ 11، مؤسسة الحلبی)

اللہ عزوجل اسلام اور پاکستان کو نجدیوں کے فتنوں سے محفوظ فرمائے اور میری اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

اعتذار

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قاری سے التماس ہے کہ ناشر سے رجوع فرمائے ان شاء اللہ آئندہ اس کو درست کر دیا جائے گا۔

ادارے کی دیگر کتب

مکتبہ بہار شریعت

داتا دربار مارکیٹ لاہور 0322-4304109